ماہنامہ
آئینۂ انجمن
اسلامی، اصلاحی، علمی جریدہ
انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی رجسٹرڈ
شمارہ نمبر 43
ستمبر 2022ء بمطابق صفر المظفر 1444ھ
بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اہم موضوعات

- فرمانِ الٰہی و فرمانِ نبوی ﷺ
- اداریہ
- ملفوظاتِ ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ
- اقتباس نگرانِ انجمن جناب شجاع الدین شیخ صاحب حفظہ اللہ
- تاج رسالت کے انمول نگینے
- حرمت سود اور اس کی اخلاقی و معاشرتی ہلاکتیں
- سود کی معاشی و معاشرتی تباہ کاریاں
- غیبت کا کلچر اور اس کی بنیادیں
- انجمن خُدّام القرآن سندھ کے تحت جاری تدریسی سرگرمیاں
- شعبۂ سمع و بصر

مرکزی دفتر انجمن خُدّام القرآن B-375 علامہ شبیر احمد عثمانی روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال کراچی
سندھ، کراچی رجسٹرڈ

فرمانِ الٰہی

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

(سورۃ البقرہ:275)

ترجمہ:

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ نہیں کھڑے ہوتے مگر اس شخص کی طرح جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس بنا دیا ہو اس وجہ سے کہ وہ کہتے ہیں بیع بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال قرار دیا ہے اور ربا کو حرام ٹھہرایا ہے تو جس شخص کے پاس اس کے رب کی طرف سے یہ نصیحت پہنچ گئی اور وہ باز آگیا تو جو کچھ وہ پہلے لے چکا ہے وہ اس کا ہے اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جس نے (اس نصیحت کے آجانے کے بعد بھی) دوبارہ یہ حرکت کی تو یہ لوگ جہنمی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

تشریح:

یہاں عام طور پر یہ سمجھا گیا ہے کہ یہ قیامت کے دن کا نقشہ ہے۔ قیامت کے دن کا تو یہ نقشہ ہو گا ہی اس دنیا میں بھی سود خوروں کا حال یہ ہی ہوتا ہے اور ان کا یہ نقشہ کسی سٹاک ایکسچینج میں جا کر بخوبی دیکھا جا سکتا ہے۔ معلوم ہو گا دیوانے ہیں، پاگل ہیں جو چیخ رہے ہیں، دوڑ رہے ہیں۔ وہ نارمل انسان نظر نہیں آتے، مخبوط الحواس لوگ نظر آتے ہیں، جن پر گویا آسیب کا سایہ ہو۔

''اس وجہ سے کہ وہ کہتے ہیں کہ بیع بھی تو سود ہی کی طرح ہے''۔ کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ میں نے سو روپے کا مال خریدا، 110 روپے میں بیچ دیا ،دس روپے بچ گئے' یہ رنج (منافع) ہے' لیکن اگر سو روپے کسی کو دیے اور 110 واپس لیے تو یہ ربا (سود) ہے' یہ حرام کیوں ہو گیا؟ عقلی طور پر اس طرح کی باتیں سود کے حامیوں کی طرف سے کی جاتی ہیں اس ظاہری مناسبت کی وجہ سے یہ مخبوط الحواس سود خور لوگ ان دونوں کے اندر کوئی فرق محسوس نہیں کرتے۔ یہاں اللہ تعالی نے ان کے قول کا عقلی جواب نہیں دیا' بلکہ فرمایا:

”حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام ٹھہرایا ہے“ اب تم یہ بات کرو کہ اللہ کو مانتے ہو یا نہیں؟ رسول اللہ ﷺ کو مانتے ہو یا نہیں؟ قران کو مانتے ہو یا نہیں؟ یا محض اپنی عقل کو مانتے ہو؟ اگر تم مسلمان ہو، مومن ہو تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم پر سر تسلیم خم کرو جس شخص کے پاس اس کے رب طرف سے یہ نصیحت پہنچ گئی اور وہ باز آگیا تو اس سے حساب کتاب نہیں کیا جائے گا کہ تم اتنا سود کھا چکے ہو واپس کرو۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ اس پر اس کا کوئی گناہ نہیں ہوگا اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے چاہے گا تو معاف فرما دے گا اور چاہے گا تو پچھلے سود پر بھی سرزنش ہوگی۔ اس نصیحت کے آجانے کے بعد بھی جس نے یہ حرکت کی تو یہ جہنمی ہیں اس میں رہیں گے ہمیشہ ہمیش۔

بیان القرآن: از ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

حِکمت و دانش

اسلام حقیقت کائنات و ربوبیت رب، رحمت عامہ کا دین ہے۔ اس میں رجا بھی ہے اور ارتقاء بھی۔ یاس اور قنوط کفر کے مترادف ہیں۔ کائنات محض مایا یا فریب ادراک نہیں، زندگی آدمؑ کے جرم یا کسی پہلے جنم کی سزا نہیں۔ دنیا جائے عقوبت نہیں، بلکہ موضوع عرفان اور موقع امتحان ہے۔ حیات و کائنات کے ممکنات لا متناہی ہیں، علم اور عمل سے ممکن کو موجود کرنا۔ مضمرات حیات کو آشکار کرنا، زندگی کے اقدار کو سمجھ کر اعمال کو ان کے مطابق بنانا، اسماء الٰہی کا علم حاصل کر کے صفاتِ الٰہیہ کو حتی المقدور اپنانے کی کوشش کرنا، جس کو قرآن حکیم اللہ کے رنگ میں رنگا جانا کہتا ہے، اور اس طرز عمل سے خدا سے قریب اور اقرب ہونے کی سعی کرنا یہی زندگی کا راز، یہی اس کی صداقت اور یہی اس کا مقصود اور نصب العین ہے۔ اس راستے پر چلنے والا انسان خلیفۃ اللہ کی مسند پر متمکن ہوتا ہے۔ اس کے شعور میں نور اور اس کے دل و دماغ میں غیر معمولی قوتوں کا نشو نما ہوتا ہے۔ وہ حکمت جسے قرآن کریم خیر کثیر کہتا ہے، اس کے دروازے انسان پر بند نہیں ہیں۔ اسی طرح اعمال کی دنیا میں توبہ کا دروازہ بھی ہر وقت کھلا ہے۔ عصیان کے احساس کے بعد اس کی طرف سے منہ موڑ لینے کا نام توبہ ہے۔ سچی توبہ سے زندگی کا رخ بدل جاتا ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى قَوْمٍ بُطُونُهُمْ كَالْبُيُوتِ فِيهَا الْحَيَّاتُ تُرَى مِنْ خَارِجِ بُطُونِهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرَائِيلُ قَالَ هَؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّبَا (ابن ماجہ)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جس رات مجھے معراج ہوئی میرا گزر ایک ایسے گروہ پر ہوا جن کے پیٹ گھروں کی طرح ہیں اور ان میں سانپ بھرے ہوئے ہیں جو باہر سے نظر آتے ہیں، میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں انھوں نے بتلایا کہ یہ سود خور لوگ ہیں“ (جو اس عذاب میں مبتلا ہیں)۔

تشریح:

شب معراج میں رسول اللہ ﷺ کو عالم غیب کی بہت سی چیزوں کا مشاہدہ کرایا گیا۔ اسی ضمن میں جنت ودوزخ کے بعض مناظر بھی دکھائے گئے تاکہ خود آپ ﷺ کو عین الیقین کا مقام بھی حاصل ہو جائے اور آپ ﷺ ذاتی مشاہدہ کی بنا پر بھی لوگوں کو ثواب وعذاب سے آگاہ کر سکیں۔ اس سلسلہ میں آپ ﷺ نے ایک منظر یہ بھی دیکھا جس کا ذکر اس حدیث مبارکہ میں ہے کہ کچھ لوگوں کے پیٹ اتنے بڑے ہیں جیسے کہ اچھا خاصا گھر اور ان میں سانپ بھرے ہوئے ہیں جو باہر سے ہی نظر آتے ہیں۔ آپ ﷺ کے دریافت کرنے پر حضرت جبرائیلؑ نے بتایا کہ یہ سود خور لوگ ہیں جو اس لرزہ خیز عذاب میں مبتلا کیے گئے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ کے اس مشاہدہ کو خود آپ ﷺ کی زبان مبارک سے سنا اور اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے بعد کے راویان حدیث کو ان کی محنت اور عنایت کے طفیل میں حدیث کی مستند کتابوں کے ذریعہ یہ مشاہدہ ہم تک بھی پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ ایسا یقین نصیب فرمائے کہ دل کی آنکھوں سے یہ منظر ہم کو بھی نظر آئے۔ (آمین یا کریم)

بحوالہ: (معارف الحدیث از مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ)

ادار یہ، مدیر تعلیم انجمن خُدّام القرآن

حُرمت سود

ڈاکٹر محمد الیاس

سود ایک ایسی بد ترین برائی ہے کہ تمام ادیان میں اس کی شدید مذمت کی گئی ہے۔اور اس کی حرمت کو مختلف زاویوں سے بیان کیا گیا ہے۔ سود اردو زبان کا لفظ ہے جسے عربی میں ربٰو کہتے ہیں۔اور یہ تمام آسمانی کتابوں میں قطعی طور پر منع ہے۔کیوں کہ سود ایک ایسا معاشی ناسور اور انفرادی اور اجتماعی سطح پر جبر واستحصال کی علامت ہے۔ جس میں دولت کا مرکز و محور چند افراد تک محدود ہو جاتا ہے۔آمریت کو بھی اسی لیے برا سمجھا جاتا ہے کہ اس میں انسانی معاملات کے اختیارات فردِ واحد کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔

سود بھی اسی قسم کا مہلک گناہ ہے جو فرد سے لے کر اجتماعیت تک بربادی کا باعث بنتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے سود کی قباحت سے بچنے کے لیے ارشاد فرمایا "اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود مت کھاؤ، اور اللہ سے ڈرو تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو، اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔اور اللہ اور رسول کی بات مانو، تاکہ تم سے رحمت کا برتاؤ کیا جائے۔"(آلِ عمران آیات 130تا132)

عقیدے میں شرک اور اعمال میں سود گناہ کبیرہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سود اگرچہ دیکھنے کے اعتبار سے زیادہ ہی دکھائی دیتا ہے لیکن انجام کے اعتبار سے کم ہی ہوتا ہے۔"(مسند احمد)

رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: "تمام لوگ اس بات کو ذہن نشین کر لیں کہ زمانہ جاہلیت کا ہر قسم کا سود ختم ہو چکا ہے۔لہٰذا تمہارے لیے اب تمہارا اصل مال (باقی) ہے۔نہ تم خود کسی پر ظلم کرو اور نہ ہی کسی اور کے ظلم کا شکار بنو۔بنو عباس بن عبد المطلب کا سود سارے کا سارا ختم ہے۔"(جامع ترمذی) سورۃ البقرہ آیت 279 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"پھر بھی اگر تم ایسا نہ کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو۔اور اگر تم (سود سے) توبہ کرو تو تمہارا اصل سرمایہ تمہارا حق ہے، نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔"

اگر قرآن وسنت کا گہرا مطالعہ کریں تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ دوسرے گناہ جو کبیرہ کے زمرے میں آتے ہیں ان کی اتنی شدید مذمت اور کراہیت اور ان کی کڑی سزا بیان نہیں کی گئی ہے جتنی کہ سود کی سزا!

رسول کریم ﷺ نے فرمایا "سود لینے، سود دینے، سودی حسابات و معاملات لکھنے اور سودی لین دین پر گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ تمام لوگ گناہگار ہونے میں برابر کے شریک ہیں" (صحیح مسلم)

مطلب یہ ہے کہ اگر انسان خود سود نہ بھی لے لیکن وہ سودی معاملات میں کسی بھی پہلو سے شریک ہوگا تو اس کو بھی ایسا ہی عذاب دیا جائے گا جیسا سود لینے اور دینے والے کو۔

موجودہ دور میں انسان مصائب و آلام، زمینی اور آسمانی آفتوں کا شکار ہے، مختلف ہلاکت آمیز بیماریاں، وبائی امراض اور سکون و راحت سے انسان کی محرومی کی وجہ ان کے گناہوں کی کثرت ہے۔ حرام کھانا انسان کے لیے جسمانی اور باطنی فساد کا ذریعہ بنتا ہے۔ اور پھر سود جیسی مطلقاً حرام شے توام الامراض ہے۔ اسی لیے جتنی شناعت اس فعل قبیح کی بیان ہوئی ہے وہ کسی کی نہیں ہوئی۔

ہمارا مذہب اجتماعیت پر زور دیتا ہے اس لیے ہر وہ عمل جو اجتماعیت کی فلاح و بہبود اور اس کی سلامتی کے لئے زہر ہلاہل بنے اسے مذہب ہرگز برداشت نہیں کرتا۔ سودی لین دین سے تو اجتماعی معاملات کا توازن ہی بگڑ جاتا ہے۔ اس میں امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور وہ بے چارہ غربت کی آخری لکیر سے بھی نیچے پہنچ جاتا ہے۔ یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟ اور اللہ کو کسی پر ظلم کسی حال میں پسند نہیں۔

سورۃ التکاثر میں اسی نکتے کو بیان کیا گیا ہے کہ یہ دنیا تو بری نہیں ہے البتہ دنیا پرستی بری ہے اور اس کا انجام ہولناک ہے۔ اس لیے کہ دنیا پرست انسان مرتے دم تک زیادہ سے زیادہ مال و دولت اور دنیوی فائدے اور لذتیں اور جاہ و اقتدار حاصل کرنے اور اس میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی فکر میں منہمک رہتا ہے۔ اور ان تمام لذتوں کے حصول کا آسان ترین راستہ سودی لین دین ہے۔ سود انسان کی دولت کو آکاس بیل کی طرح بڑھا دیتا ہے۔ اسلام کا یہ اصول ہے کہ گناہ اور برائی جتنی بڑی ہوگی اس کی سزا بھی اتنی ہی بڑی دی جائے گی۔ اب اس سے بڑا اور شرمناک گناہ کیا ہوگا کہ سود کی برائی کا سترواں حصہ حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ کوئی بدبخت شخص اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے۔ العیاذ باللہ!

اللہ سبحانہ تعالیٰ تمام مسلمانان عالم کو حرص و ہوس اور سود کی لعنت سے بچائے اور اس ہولناک انجام سے محفوظ و مامون رکھے جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ "جنگ" کرنا قرار دیا گیا ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں

ایں بنوک ایں فکرِ چالاک یہود   نورِ حق از سینہ آدم ربود

تانہ و بالا نہ گردد ایں نظام   دانش و تہذیب و دیں سودائے خام

یہ بینک چالاک اور مکار یہود کی چال بازیاں ہیں، بنی نوع انسان کے سینے سے حق کا نور نکال دیتے ہیں

جب تک کہ یہ نظام نیست و نابود نہ کر دیا جائے، دانش، تہذیب اور دین کچا اور خام سودا ہے۔

حمد باری تعالیٰ

خدا ہم کو ایسی خدائی نہ دے
کہ اپنے سوا کچھ دکھائی نہ دے

ہنسو آج اتنا کہ اس شور میں
صدا سسکیوں کی سنائی نہ دے

غلامی کو برکت سمجھنے لگیں
اسیروں کو ایسی رہائی نہ دے

مجھے اپنی چادر میں یوں ڈھانپ لو
زمیں آسماں کچھ دکھائی نہ دے

خطاوار سمجھے گی یہ دنیا تجھے
اب اتنی زیادہ صفائی نہ دے

خدا ایسے احساس کا نام ہے
رہے سامنے اور دکھائی نہ دے

بشیر بدر

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نذرانۂ عقیدت

آؤ خدا کے لاڈلے سے پیار ہم کریں

یادِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چشمِ تمنا کو نم کریں

عرشِ بریں پہ نام ہے ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لکھا ہوا

دل پہ ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسمِ گرامی رقم کریں

میرے نبی کے نقشِ کفِ پا کا احترام

رکن و مقام و مروہ و بیت حرم کریں

عشقِ نبی کے جام سے وہ مستیاں ملیں

جو مجھ کو بے نیاز وجود و عدم کریں

پڑھ کر درود اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلامانِ بے نوا

اس کرب بے حساب کی شدت کو کم کریں

ہم بھی اسی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت کریں حسین

تذکار جس کے حسن کا لوح و قلم کریں

حسین محی الدین

قرآن مجید میں کمائی کا اصل تصور

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

قرآن مجید کی رو سے انسان کی اصل کمائی نیکی یا بدی ہے، چناں چہ اس میں اصل زور "کسبِ خیر" کی ترغیب اور "کسبِ شر" سے اجتناب پر ہے۔یعنی قرآن کا اصل Emphasis معاش پر نہیں بلکہ "معاد" پر ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ سوائے ایک آدھ استثنائی مثال کے "کسب" کا لفظ قرآن مجید میں رزق کے لیے استعمال ہی نہیں ہوا۔ الغرض از روئے قرآن انسان کی اصل کمائی وہ خیر و شر یا بھلائی یا برائی ہے جو وہ آخرت کے لیے کمارہا ہے، یہ اصل کسب ہے۔ اس کے بر عکس رزق کے لیے قرآن مجید کی اصل اصطلاح "فضل" ہے۔یعنی جو قرآن تصور دیتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کو جو کچھ ملتا ہے وہ اس کی محنت کا حاصل یا صلہ نہیں بلکہ فضلِ خداوندی ہے۔ قرآن کے نزدیک یہ قارونیت ہے کہ انسان اس مغالطے یا زعم میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ دنیوی ساز و سامان یا مال و متاع اسے حاصل ہے وہ اس کا اپنا پیدا کردہ ہے جیسے قارون نے کہا تھا، یہ سب کچھ مجھے اپنے علم کی وجہ سے حاصل ہوا ہے، گویا یہ میرے علم و فہم، میری ذہانت و فطانت، میری پیش بینی و پیش بندی، میری پلاننگ اور فورسائٹ (Foresight) کا نتیجہ ہے۔ قرآن مجید اس کی نفی کرتا ہے، اس کی تعلیمات کی رو سے محنت انسان ضرور کرتا ہے مگر جو کچھ اس کو ملتا ہے وہ سراسر اللہ کا فضل ہے نہ کہ اس محنت کا حاصل یا صلہ۔ اسلام کے اخلاقی نظام کے لیے اصل بنیادی یہی تصور فراہم کرتا ہے جبکہ سرمایہ دارانہ ذہنیت کی اصل بنیاد ہے قارونیت!

بحوالہ: اسلام کا معاشی نظام (صفحہ 36-37) از ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم

- بدبخت ہے وہ شخص جو خود تو مر جائے لیکن اس کا گناہ نہ مرے۔ (حضرت ابو بکر صدیقؓ)
- مصیبت کی جڑ اور بنیاد انسان کی گفتگو ہے۔ (حضرت ابو بکر صدیقؓ)
- نماز کو سجدہ سہو پورا کرتا ہے۔ روزوں کو صدقہ پورا کرتا ہے۔ حج کو فدیہ قربانی پورا کرتا ہے اور ایمان کو جہاد پورا کرتا ہے۔ (حضرت ابو بکر صدیقؓ)
- اخلاص یہ ہے کہ اعمال کا عوض نہ چاہا جائے۔ (حضرت ابو بکر صدیقؓ)
- انسان صوم و صلاۃ سے نہیں بلکہ معاملات سے پہچانا جاتا ہے۔ (حضرت عمر فاروقؓ)
- مسلمانوں کی ذلت اپنے دین سے غفلت میں ہے نہ کہ مفلسی میں۔ (حضرت عثمانؓ)
- حیاء کے ساتھ تمام نیکیاں اور بے حیائی کے ساتھ تمام بدیاں وابستہ ہیں۔ (حضرت عثمانؓ)

اقتباس نگرانِ انجمن خُدّام القرآن

انسدادِ سود مہم

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

آج پاکستان دوراہے پر کھڑا ہے، یہ بیرونی قوتوں کی آنکھوں میں کھٹکتا تو اسی لیے ہے کہ اسلام کے نام پر بنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں کے مسلمانوں میں جذبات عطا کیے ہیں اور اس ملک کو ایٹمی صلاحیت عطا کی ہے۔ اسلام دشمن طاغوتی طاقتیں نہیں چاہتیں کہ پاکستان مستحکم ہو۔ پھر ہمارے اندرونی انتشار کے معاملات ہیں، سیاست اور اقتدار کا ستیاناس ہے۔ معیشت کا بھٹا بیٹھا ہوا ہے۔ ہم نے 19500 ارب روپے کا وفاقی بجٹ پاس کیا، اس میں سے 4 ہزار ارب روپے ہم سود کی مد میں ادا کر رہے ہیں۔ پاکستان کے کل قرضے کی ادائیگی میں سے تقریباً چوتھائی اندرونِ ملک کے قرضوں کی ادائیگی سے متعلق ہے۔ گویا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کا یہ نتیجہ ہے جو ہم بھگت رہے ہیں۔

لوگوں کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے، اپنے بچوں کو فروخت کر رہے ہیں۔ والدین اپنے بچوں سمیت خودکشیاں کر رہے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون! یہ تباہی نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر ہماری اقدار کا ستیاناس ہو رہا ہے۔ ہماری تہذیب، اقدار، دین، ایمان اور ہمارے ملک کی سالمیت سب کچھ خطرے میں ہے۔ کیوں کہ ہم سود کا نظام جاری رکھے ہوئے ہیں۔

(لاہور پریس کلب میں 18 اگست 2022 کی پریس کانفرنس سے اقتباس)

گناہ سے بچنا

گناہ سے بچنا ہر انسان کے ذمہ فرض عین ہے، اور اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہر گوشۂ زندگی میں ہر وقت اپنے آپ کو گناہ سے بچائے، لیکن اگر بتقاضۂ بشریت کبھی گناہ سرزد ہو جائے تو مایوس نہ ہو بلکہ توبہ کرے۔۔۔ یا اگر کوئی شخص کسی گناہ میں مبتلا ہے اور اس کے لیے کسی وجہ سے اس کو چھوڑنا ممکن نہیں ہے۔ مثلاً بینک کی ملازمت میں مبتلا ہے، تو اس صورت میں وہ دوسری ملازمت اس طرح تلاش کرے جیسے ایک بے روزگار آدمی تلاش کرتا ہے، لیکن ساتھ ہی توبہ و استغفار بھی کرتا رہے۔

پھر توبہ اور استغفار کی تین قسمیں ہیں: (1) ایک گناہوں سے توبہ و استغفار (2) دوسرے طاعات اور عبادات میں ہونے والی کوتاہیوں سے استغفار (3) تیسرے خود استغفار سے استغفار، یعنی استغفار کا بھی حق ادا نہیں کر سکے، اس سے بھی ہم استغفار کرتے ہیں۔

اصلاحی خطبات (جلد 6) از مفتی محمد تقی عثمانی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تاجِ رسالت کے انمول نگینے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

محمد ارشد

استاذ قرآن اکیڈمی یٰسین آباد، کراچی

غزوہ احد، کفر اور اسلام کے درمیان دوسرا معرکہ جانثاران اسلام کی تعداد سات سو تھی اور سامنے چار گنا سے بھی بڑا لشکر۔ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا، اور توحید کے پروانوں نے پہلے ہی ہلے میں اپنے سے چار گنا بڑے لشکر کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ دشمن کو فرار ہوتے دیکھ کر عقبی درے پر تعینات تیر اندازوں میں اختلاف واقع ہو گیا اور اکثریت نبی کریم ﷺ کے فرمان کی تاویل کر کے درے سے نیچے آگئی۔ درہ کو خالی دیکھ کر فرار ہوتے دشمن کا گھڑ سوار دستہ پلٹ کر مسلمانوں کے عقب سے حملہ کر دیتا ہے۔ اور یقینی فتح اچانک وقتی شکست میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ ایک عجیب افراتفری کا عالم ہے اور اس عالم بھگدڑ میں متعدد مسلمان شہید و زخمی ہو جاتے ہیں۔ پھر اسی عالم میں یہ افواہ بھی اڑ جاتی ہے کہ معاذ اللہ نبی کریم ﷺ شہید کر دیے گئے ہیں جس سے مسلمانوں کا مورال اور زیادہ گر جاتا ہے اور ایک شدید قسم کی مایوسی کا غلبہ ان پر طاری ہو جاتا ہے۔ بہت سے صحابہ کرامؓ ہتھیار پھینک دیتے ہیں کہ جب اللہ کے نبی ﷺ نہیں رہے تو اب لڑنے کا کیا فائدہ لیکن اس اعصاب شکن ماحول میں بھی کچھ جانثار ہیں جو آہنی چٹان بن کر کھڑے ہیں۔ سیدنا ابو بکرؓ، علیؓ، زبیرؓ، طلحہؓ، ابو دجانہؓ، اور آٹھ دس صحابہ کرامؓ کے علاوہ ایک صحابیہ ام عمارہؓ بھی ان ہی لوگوں میں شامل تھیں جو شمع رسالت ﷺ کے گرد پروانوں کی طرح جمع تھے اور بڑی بے جگری اور استقامت کے ساتھ لڑ رہے تھے۔ اس ہجوم عاشقاں میں ایک قدرے چھوٹے قد کا اکتیس بتیس سال کا جوان بھی تھا جو انتہائی مہارت اور نہ تھکنے والے انداز میں مسلسل تیر اندازی کر رہا تھا، اپنی ذاتی حفاظت سے بے نیاز اس نوجوان کا ہر تیر کسی دشمن کو زخمی تو کسی کو جہنم واصل کر رہا تھا۔ جاں نثاری و فداکاری کا یہ انوکھا منظر جب نبی کریم ﷺ نے ملاحظہ فرمایا تو لسان رسالت ﷺ سے وہ جملے ادا ہوئے جو اس نوجوان کی زندگی کی سب سے بڑی سعادت و شرف کا باعث بن گئے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے جاتے تھے ''ارم فداک ابی وامی'' (تیر چلائے جا میرے ماں باپ تجھ پہ قربان) اور کبھی فرماتے ''اے زور آور نوجوان تیر چلا''۔ طلحہ بن طلحہ مشرکین کے لشکر کا ایک دیو قامت پہلوان جب نبی کریم ﷺ پر حملہ کی نیت سے بڑھا تو نبی کریم ﷺ کے اس فدائی نے تاک کر ایک تیر اس پر چلایا جو اس کی گردن میں جا گھسا اور وہ جہنم واصل ہو گیا۔ اور اللہ نے اس نوجوان کی وہ دعا پوری کر دی جو اس نے آغاز جنگ سے پہلے اللہ کے حضور کی تھی کہ ''اے اللہ میرا مقابلہ کسی طاقتور دشمن سے ہو۔ تو مجھے اتنی طاقت عطا فرمانا کہ میں اسے تیرے دین کی خاطر قتل کر دوں''۔ اس جنگ میں اس نوجوان نے کوئی ایک ہزار تیر چلائے اور دشمن کو پیش قدمی سے باز رکھا۔ آخر نبی کریم ﷺ دشمن کے نرغے سے نکل کر احد کی چوٹی پر پہنچ گئے اور مشرکین مکہ واپس لوٹ گئے۔ مدینہ نبی کریم ﷺ کے دس سالہ دور میں ایک ایمر جنسی کی سی صورتحال سے دوچار رہا۔ آئے دن خبریں آتی تھیں کہ فلاں قبیلہ حملہ کی تیاری کر رہا ہے۔ کبھی رومیوں کے حوالے سے خبریں آتی تھیں۔ صحابہ کرامؓ راتوں کو ہتھیار باندھ

کر سوتے تھے یہودیوں کے حوالے سے الگ مستقل خدشہ تھا کہ بے خبری میں نبی کریم ﷺ پر حملہ نہ کر دیں۔ایک تاریک رات میں نبی مکرم ﷺ بستر رسالت پر آرام کرنے تشریف لائے تو فرمایا"کاش آج کوئی رجل صالح اور شجاع بندہ پہرے پر ہوتا"۔اتنے میں اسلحہ کی جھنکار سنائی دی آپ ﷺ نے پوچھا کون؟جواب آیا "اے اللہ کے رسول ﷺ میں ہوں،آپ ﷺ کا خادم سعد بن مالک۔خطرے کے پیش نظر پہرا دینے حاضر ہوا ہوں"۔احد کے رزم حق و باطل میں داد شجاعت دیتا یہ پیکر فدائے رسالت ﷺ اور مدینہ کی تاریک اور پر خطر راتوں میں شمع رسالت ﷺ کے گرد پہرا دینے والا یہ "الرجل الصالح"تاریخ اسلام میں سعد بن ابی وقاصؓ یا سعد بن ابی مالکؓ کے نام سے مشہور ہے۔تاج رسالت ﷺ کا ہر نگینہ انمول ہے،لیکن ان انمول نگینوں میں سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ کو کئی اعتبارات سے شرف وامتیاز حاصل ہے۔آپؓ نے اسلام کے لیے پہلی خونریزی کی۔اللہ کی راہ میں پہلا تیر چلایا،یہی وہ "الرجل الصالح"ہیں جنھوں نے راتوں کو آپ ﷺ کے لیے پہرا دیا۔آپؓ واحد صحابی ہیں جن کی نماز جنازہ میں ازواج مطہرات نے شرکت کی ہے۔لسان رسالت ﷺ سے جنت کی بشارت کی سعادت حاصل ہوئی۔سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ ہجرت نبوی سے تقریباً تیس سال پہلے مکہ میں پیدا ہوئے،مکہ کے خوشحال گھرانوں کے بچوں کی طرح آپؓ کی پرورش ہوئی،لکھنا پڑھنا سیکھا اور مروجہ جنگی فنون بالخصوص تیر اندازی میں مہارت حاصل کی۔پیشہ کے لحاظ سے آپؓ تاجر تھے۔تقریباً سترہ سال کی عمر میں پہلی نزول وحی کے ساتویں دن سیدنا صدیق اکبرؓ کی دعوت پر اسلام قبول کیا اور السابقون الاولون کی صف میں شامل ہوئے۔اسلام کی نعمت عظمی سیدنا سعدؓ کو اس حالت میں نصیب ہوئی کہ پورا خاندان شرک کی نجاست میں لتھڑا ہوا تھا۔ماں کو سیدنا سعدؓ سے بہت محبت تھی اور آپؓ بھی ماں کے انتہائی فرمانبردار تھے،اسے جب معلوم ہوا کہ بیٹا آبائی دین چھوڑ کر مسلمان ہو گیا ہے تو اسے سخت صدمہ ہوا۔اسلام سے برگشتہ کرنے اور اپنے شرکیہ دین میں واپس لانے کی ہر ممکن کوشش کرنے کے بعد اس نے سیدنا سعدؓ پر دباؤ ڈالنے کے لیے ان سے بول چال بند کر دی۔اور کھانا پینا،سائے میں بیٹھنا بھی ترک کر دیا۔فرمانبردار سعدؓ کے لیے یہ ایک بہت بڑی آزمائش تھی مگر اللہ نے انھیں ثابت قدم رکھا۔ماں نے کہا کہ میرا حق ادا کرنا تجھ پر واجب ہے اگر نہیں ادا کرے گا تو اللہ کی بھی نافرمانی کرے گا۔سلیم الفطرت سعدؓ نے جواب میں فرمایا "ماں!مجھے تم سے بہت محبّت ہے لیکن اگر تمھارے جسم میں ہزار جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے ہر جان نکل جائے تو بھی اسلام نہیں چھوڑوں گا۔" پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کیا۔اللہ تعالی نے سیدنا سعدؓ اور ان جیسے تمام سلیم الفطرت فرمانبردار نوجوانوں کے لیے ابدی ہدایت نازل فرمادی۔(ترجمہ) "ہم نے انسان کو ہدایت کی ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے لیکن اگر وہ تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے جس کا تیرے پاس کوئی علم نہیں تو ان کی اطاعت نہ کر"(سورہ عنکبوت آیت 8)۔

قبول اسلام کے بعد سیدنا سعدؓ پر بھی وہی سب کچھ گزرا جو تمام مسلمانوں خاص طور پر غلاموں اور نوجوانوں پر گزر رہا تھا لیکن آپؓ نے ہر ظلم و تشدد کمال استقامت اور پامردی کے ساتھ برداشت کیا۔ابتدا میں مسلمان کفار کے شر سے بچنے کے لیے چھپ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ایک دفعہ آپؓ چند صحابہ کے ساتھ ایک گھاٹی میں نماز ادا کر رہے تھے کہ چند مشرک ادھر آ نکلے۔

انھوں نے مسلمانوں کا مذاق اڑایا اور حملہ کر دیا۔ سید نا سعدؓ کی اسلامی غیرت و حمیت جوش میں آئی اور قریب پڑی کسی مردار اونٹ کے شانے کی ہڈی اس زور سے ایک مشرک کے ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا۔ اس طرح آپؓ نے اسلام کی خاطر سب سے پہلے خون بہانے کا اعزاز حاصل کیا۔ ہجرت مدینہ کے بعد سید نا سعدؓ نے ہر آزمائش کے وقت اللہ کے نبی کریم ﷺ اور اسلام کے لیے وفاداری و جانثاری کا عظیم الشان مظاہرہ کیا۔ اللہ کے نبی کریم ﷺ کو آپؓ پر بہت اعتماد تھا۔ حضرت سعدؓ بدر و احد سے لے کر خندق، خیبر، فتح مکہ، حنین، طائف تمام غزوات میں شریک رہے۔ ۱۰ ہجری حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کیا پھر مکہ میں سخت بیمار ہو گئے اور زندگی کی امید نہ رہی نبی کریم ﷺ عیادت کے لیے تشریف لائے آپؓ نے عرض کی کہ "اے اللہ کے رسول ﷺ میرے پاس بہت مال ہے اور اولاد میں صرف ایک بیٹی ہے" اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو دو تہائی مال صدقہ کر دوں اور ایک تہائی بیٹی کے لیے چھوڑ دوں لیکن رحمت للعالمین ﷺ صرف ایک تہائی صدقہ کرنے کی اجازت دی اور فرمایا کہ "یہ بھی بہت ہے" اسلام کے لیے عظیم الشان کارنامے انجام دینے والے سید نا سعد بن ابی وقاصؓ نے ۵۵ ہجری میں پچاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپؓ کی وفات کی خبر سے مدینہ میں کہرام مچ گیا جو امہات المومنین بقید حیات تھیں انھوں نے پیغام بھیجا کہ نماز جنازہ مسجد نبوی ﷺ میں ادا کی جائے تا کہ وہ بھی شریک ہو سکیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور بے شمار افراد کے علاوہ امہات المومنین نے بھی عشرہ مبشرہ کے آخری بزرگ کی نماز جنازہ ادا کی بے شک آپؓ اسلام کے بڑے بزرگوں میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے۔

بلا کشانِ اسلام کا رجز

تقدیس کو لے کر بڑھتے ہیں ایمان کو لے کر بڑھتے ہیں ہم دارورسن کے دیوانے قرآن کو لے کر بڑھتے ہیں
اے موت سلامی دیتے ہیں تجھ کو سنائیں کھینچ کے ہم ترجیح اجل کو دیتے ہیں بے سوزِ محبت جینے پر!
ہم زہر کے خم پی جاتے ہیں کبھی جو پینے پر مقتل کی طرف اب جاتے ہیں اے موت ترے لب چوم کے ہم
لے جامِ شہادت پیتے ہیں ، ساقی کی ادا پہ جھوم کے ہم ہم شمع یقیں کے پروانے شعلوں سے محبت کرتے ہیں
اے زیست ہماری راہ سے ہٹ ہم موت کی عزت کرتے ہیں قرآں کی عظمت یاد رکھو، قرآن اصولِ ہستی ہے

ساقی جاوید

حرمت سود اور اس کی اخلاقی و معاشرتی ہلاکتیں

راحیل گوہر صدیقی

مسئول، شعبۂ تصنیف وتالیف، قرآن اکیڈمی، یٰسین آباد

قرآن حکیم کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ روزی، رہائش، تن پوشی اور دیگر ضروریاتِ زندگی انسان کے اصل مسائل نہیں ہیں۔ یہ تو ہر انسان کو ملتے ہیں اور اس کی زندگی کی ڈور ٹوٹنے تک ملتے ہی رہیں گے۔ انسان نے ان چیزوں کو خود مسئلہ بنالیا ہے۔ اس لیے کہ وہ شکم پری کو قوت لایموت کے درجے میں اپنے لیے کافی نہیں سمجھتا بلکہ خوراک کا اونچے سے اونچا معیار بناتا ہے اور اس کے حصول میں لگا رہتا ہے۔ رہائش اور سر چھپانے کے لیے آراستہ و پیراستہ اور اعلیٰ ترین گھر کی خواہش اور پھر اس کو شدّاد کی جنت بنانے کے لیے عدل وانصاف، اخلاقی اقدار اور شریعت کی تمام حدود کو توڑ دینا، سادگی اور قناعت والی زندگی اسے پسند نہیں ہوتی۔ اور اسی طرح دیگر ضروریاتِ زندگی کو سامانِ عیش ونشاط اور قابل فخر و مباہات بنانے کی فکر اور اس کی تگ و دو میں رہنے کی وجہ سے انسانی زندگی مسائل میں گھر گئی ہے اور روٹی، کپڑا اور مکان مقصد زندگی بن گیا ہے ان سب کی خواہش اس کے لیے مصیبت، قلبی سکون وراحت سے محرومی کا سبب بن گئی ہے اور زیادہ کی حرص نے معراجِ انسانی سے گرا کر حیوانیت کی سطح پر لا کھڑا کیا ہے۔

اپنی پر آسائش زندگی کے حصول کے لیے ایک سب سے بڑا قبیح اور ہولناک عمل سود خوری ہے۔ سود کے لیے کتاب و سنت میں "رِبوٰا/رِبا" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو رَبَا یَرْبُوا رِبَاءً و رَبْوًا و رُبُوًّا سے مشتق ہے اور اس کے لغوی معنی اضافہ، زیادتی اور بڑھوتری کے ہیں، مال میں اضافہ ہونے کے لیے "رَبَا الْمَالُ" بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَإِذَآ أَنزَلْنَا عَلَيْهَا ٱلْمَآءَ ٱهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ترجمہ: "پھر جب ہم نے اس پر پانی نازل کیا تو وہ شاداب ہوگئی اور ابھرنے لگی۔" [الحج: 5] آیتِ کریمہ میں "رَبَتْ" کا لفظ اضافہ اور بڑھوتری کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

اور شریعت کی اصطلاح میں آپسی لین دین کی صورت میں کسی حق اور تجارتی عقود کے بغیر محض مہلت کے عوض مشروط و معین طریقے سے اصل رأس المال سے زائد لینے یا دینے کو اور نقود نیز ایک ہی جنس کی دو چیزوں کے باہمی تبادلے کے وقت کسی جانب سے زیادہ لینے دینے یا کسی جانب سے ادھار رکھنے کو سود کہتے ہیں۔

اسی طرح بعض فقہا کے نزدیک ہر قسم کی حرام وناجائز خرید و فروخت پر بھی سود کا اطلاق ہوتا ہے۔ فقہانے سود کی دو قسمیں بیان کی ہیں، ایک ربا الفضل اور دوسرے ربا النسیئۃ۔ اوپر سود کی جو تعریف بیان کی گئی ہے اس کے پہلے حصے کو ربا النسیئۃ اور دوسرے حصے کو ربا الفضل کہتے ہیں۔ فقہانے ربا کی تعریف اس طرح کی ہے:

هو زيادة أحد البدلين المتجانسين من غير أن يقابل هذه الزيادة عوض

”سوداس زائد مال کو کہتے ہیں جو ایک ہی جنس کی دو چیزوں کے آپسی تبادلہ کے وقت لی جائے جس کے مقابلے میں کوئی معاوضہ نہ ہو۔“

[الفقہ علی المذاہب الاربعۃ 221/2]

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

(ھو فی الشرع الزیادۃ علی أصل المال من غیر عقد تبایع)”شریعت میں کسی عقدِ بیع کے بغیر اصل مال سے زیادہ لینے کو سود کہتے ہیں۔“

[النہایۃ لإبن أثیر 192/2]

نیز علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ ربا کی شرعی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(فإنہ الزیادۃ بین شیئین حرم الشارع التفاضل بینھما بعوض أو التأخیر فی قبض ما یشترط قبضۃ.)”ربا دو چیزوں کے درمیان عوض کے تحت پائی جانے والی اس زیادتی کو کہتے ہیں جن کے مابین عوض کے ساتھ تفاضل کو شارع نے حرام قرار دیا ہو یا قبضہ حاصل کرنے میں تاخیر کرنا جن میں شارع نے فوری قبضہ کی شرط رکھی ہو۔“[فتح ذی المنان بشرح بلوغ المرام 10/4]

مولانا وحید الزماں کیرانوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”شریعتِ اسلام میں ربا اس فاضل مال کو کہتے ہیں جو کسی عوض (بدل) کے بغیر معاملہ کا ایک فریق دوسرے سے طے شدہ شرط کے تحت حاصل کرے۔ علم الاقتصاد میں ربا اس رقم کو کہتے ہیں جو قرض لینے والا مقررہ شرائط کے مطابق اصل قرض کے علاوہ ادا کرتا ہے۔“ [القاموس الوحید ص:595]

اسی سے ملتی جلتی تعریف دیگر اہلِ علم نے بھی کی ہے۔ یہ بات ملحوظ رہے کہ بعض اہلِ علم نے سود کی تعریف میں صرف ایک ہی نوع یعنی ربا النسیئۃ کو ملحوظ رکھا ہے جیسا کہ اوپر کی کچھ تعریف میں یہ بات نظر آرہی ہے جب کہ ربا الفضل کو بھی حدیث میں عین سود قرار دیا گیا ہے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود لوگوں کے پاس باقی رہ گیا ہے اگر ایمان والے ہو تو اسے چھوڑ دو، اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کے لیے خبردار ہو جاؤ۔...."(البقرہ:275)

نیز فرمان باری ہے: "اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا کر سود نہ کھاو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاو، اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے، اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔(آل عمران:132-131)

حجۃ الوداع کے موقع پر، جس میں تقریباً سارے صحابہ کرامؓ عرب کے چپے چپے سے امنڈ آئے تھے، اس میں بھی خصوصیت کے ساتھ آپ ﷺ نے تجارتی اور مہاجنی ہر طرح کے سود کی حرمت کا اعلان فرمایا: "سن لو! جاہلیت کی ہر چیز میرے پاوں تلے روند دی گئی،....اور جاہلیت کا سود ختم کر دیا گیا، اور ہمارے سود میں سے پہلا سود جسے میں ختم کر رہا ہوں وہ عباس بن عبد المطلب کا سود ہے۔ اب یہ سارا سود ختم ہے"۔(بخاری)

حضرت عبد اللہ بن حنظلہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سود کا ایک درہم، جسے انسان جانتے بوجھتے کھاتا ہے، وہ 36 مرتبہ زناکاری سے بھی بدتر ہے"۔(مسند احمد، طبرانی)

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "سود کے 73 دروازے ہیں، ان کا سب سے ہلکا گناہ یہ ہے کہ جیسے کوئی آدمی اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرے، سب سے بدترین سود کسی مسلمان کی عزت سے کھلواڑ کرنا ہے"۔ (مستدرک حاکم، بیہقی)

سیدنا جابرؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، اور اسے کھلانے والے، اور اس (دستاویز) کے لکھنے والے، اور اس کی گواہی دینے والوں پر لعنت بھیجی ہے اور پھر فرمایا کہ یہ تمام کے تمام گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔" (صحیح مسلم)

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس گاؤں میں زنا اور سود رواج پا گیا، تو وہاں کے باشندوں نے اپنے اوپر اللہ کے عذاب کو حلال کر لیا۔" (مستدرک حاکم)

سود کو بڑھتا اور پروان چڑھتا سمجھنا، سود کھانے والوں کی خام خیالی ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد ﷺ نے اس کے کم ہونے اور تباہ و برباد ہونے کی پیشین گوئی فرمائی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے :

ترجمہ: اللہ تعالی سود کو گھٹاتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ (سورۃ البقرہ: 276)

سود کو (گھٹانا) یہ ہے کہ اللہ سود خور بندے کا نہ حج قبول کرتا ہے، نہ صدقہ، نہ جہاد، اور نہ صلہ رحمی۔ (یعنی اس کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی)۔

(تفسیر قرطبی 432/2)

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص نے سود کے ذریعہ زیادہ (مال) حاصل کیا، اس کا انجام کمی پر ہی ہوگا"۔ (ابن ماجہ)

ایک اور روایت میں ہے: "سود اگرچہ بظاہر زیادہ نظر آتا ہے لیکن اس کا انجام کمی اور قلت ہے"۔ (مستدرک حاکم)

دنیادار انسان سود کو نفع بخش اور زکوٰۃ کو مال میں کمی کرنے والا سمجھتا ہے، جبکہ حقیقت بالکل برعکس ہے، ایسے خام خیال افراد کی ہدایت کے لیے، سود کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا نظام پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ مال کو بڑھانا ہو تو اسے رب کی بارگاہ میں زکوٰۃ اور صدقات کی شکل میں پیش کرو۔

"اور تم لوگ جو سود دیتے ہو، تاکہ لوگوں کے اموال میں اضافہ ہو جائے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا، اور تم لوگ جو زکوٰۃ دیتے ہو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے، ایسے ہی لوگ اسے کئی گنا بڑھانے والے ہیں"۔ (سورۃ الروم: 39)

قیامت کے دن سود خور ایک خاص کیفیت سے دوچار ہونگے، جس سے لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ یہ دنیا میں سود کھاتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ: "جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ اپنی قبروں سے ایسے اٹھیں گے، جس طرح وہ آدمی جسے شیطان اپنے اثر سے دیوانہ بنا دیتا ہے، یہ (سزا انہیں) اس لیے ملی کہ وہ کہا کرتے تھے کہ خرید و فروخت بھی تو سود ہی کی مانند ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال کیا ہے، اور سود کو

حرام قرار دیا ہے، پس جس کے پاس اس کے رب کی نصیحت پہنچ گئی، اور وہ (سود لینے سے) باز آگیا، تو ماضی میں جو لے چکا ہے وہ اس کا ہے، اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، اور جو اس کے بعد لے گا، تو وہی لوگ جہنمی ہوں گے، اس میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے"۔(البقرہ:275)

سیدنا عوف بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ:"جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ اپنی قبروں سے ایسے اٹھیں گے، جس طرح وہ آدمی جسے شیطان اپنے اثر سے دیوانہ بنا دیتا ہے"۔

سود خوری ایک ایسا سنگین جرم ہے کہ عالم برزخ اور قبر میں بھی عذاب کا باعث ہوگا، اور آخرت میں بھی موجب سزا ہوگا۔ سیدنا سمرہ بن جندب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"رات میں میرے پاس دو فرشتے (حضرت جبریل اور حضرت میکائیل) آئے، وہ مجھے اٹھا کر پاک سرزمین کی طرف لے گئے، آپ نے کئی چیزیں ملاحظہ فرمائیں، جن میں ایک چیز یہ بھی تھی کہ آپ ﷺ نے ایک خون کا دریا دیکھا، جس میں ایک آدمی (تیر رہا) ہے، اس نہر کے ایک کنارے ایک آدمی کھڑا ہے، اس کے پاس پتھروں کا ایک ڈھیر ہے، خون کے دریا میں جو آدمی ہے، وہ کوشش کرتا ہے کہ اس دریا سے باہر نکل جائے، جب وہ کنارے کے قریب آتا ہے، تو کنارے پر کھڑا شخص اس کے منہ میں زور سے پتھر دے مارتا ہے، پھر وہ شخص خون کے دریا کے وسط میں چلا جاتا ہے، پھر وہ کوشش کرتا ہے کہ باہر نکل جائے، لیکن کنارے پر کھڑا شخص اس کے منہ پر پھر زور سے ایک پتھر مارتا ہے۔ اس کے ساتھ مسلسل یہی سلوک ہو رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: میں نے ان دونوں سے پوچھا:"اس آدمی کو یہ سزا کیوں مل رہی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ سود خور ہے، سودی کاروبار کیا کرتا تھا، اس لیے اس کو یہ سزا مل رہی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا:" جو سزا آپ ﷺ نے اس کو ملتے دیکھی، وہ اسے قیامت تک ملتی رہے گی"۔(بخاری)

1۔ سود خور، اللہ کی رحمت سے دور، اور وہ اللہ اور اس کے رسول سے حالت جنگ میں رہتا ہے،

2۔ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی کبیرہ گناہ کے مرتکب کو وہ دھمکی نہیں دی اور اس عذاب کا وعدہ نہیں کیا جو سود خور کے لیے کیا ہے۔

3۔ سود ایک اجتماعی جرم ہے، وہ جس معاشرے میں رواج پا جائے گا اسے تباہ و برباد کر دے گا اور اس کی (اقتصادی) بنیادوں کو منہدم کر دے گا، اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ جن غریب ممالک نے عالمی بینکوں سے سے قرض لیا ہے وہ سود در سود ادا کرتے کرتے تباہ ہو گئے، لیکن قرض بدستور برقرار ہے۔

4۔ سود کھانے والے شخص کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ "حرام کا ایک لقمہ کھانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کی چالیس دن کی عبادت قبول نہیں فرماتا"۔(ترمذی)

نیز ارشاد نبوی ﷺ ہے:"اگر کوئی شخص ایسا لباس پہنتا ہے جس میں نو درہم تو حلال کے ہیں اور ایک درہم حرام کا ہے تو یہ لباس جب تک اس کے جسم پر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی کسی عبادت کو قبول نہیں فرماتا"(ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ کبھی کبھی کافر اور مشرک کی دعا بھی قبول کر لیتا ہے، لیکن اس کی بارگاہ میں سود خور کی دعا تک قبول نہیں ہوتی۔

اخلاقی اعتبار سے اگر ہم سود کے نقصانات کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی مضرتوں سے سود لینے والے، سود دینے والے، اور جس معاشرہ میں اس کا چلن ہوتا ہے سبھی متاثر ہوتے ہیں اور کوئی بھی اس کے اخلاقی نقصانات سے بچ نہیں سکتا۔ چنانچہ اس کی وجہ سے سود لینے والوں کے اندر سے اپنے بھائیوں کے ساتھ ہمدردی، محبت، اور للہ فی اللہ تعاون کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے، چنانچہ ہر شخص جانتا ہے کہ بینکوں اور سودی اداروں کی عالیشان بلڈنگوں، بیش قیمت اور اعلیٰ قسم کے کرسیوں پر اور انتہائی قیمتی و خوبصورت فرنیچر سے مزین کمروں اور اے سی کی پر کیف اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں میں بیٹھنے والے سود خوروں کو اس سے سودی قرض لینے والے غریبوں کے دکھ درد، اور مجبوریوں و پریشانیوں کا ذرا بھی احساس نہیں ہوتا۔ اگر کوئی غریب وقت مقررہ پر قرض مع سود کی رقم ادا نہیں کر سکتا تو فوراً اُس کے خلاف قانونی کاروائی کرتے ہیں۔ اور عدالت کے ججوں سے لے کر تھانے کی پولیس تک سب ان کی مدد کرتے ہیں اور بیچارے غریب قرضدار کی مجبوریوں، پریشانیوں، فقر و فاقہ، کاروبار میں نقصان اور اس کے اور اس کے بال بچوں کے آنسوؤں کو کوئی نہیں دیکھتا، ان کی آہ و بکا کی آواز سے کسی کے دل میں جذبۂ ترحم پیدا نہیں ہوتا، بلکہ الٹے سبھی اس پر ناراض ہوتے، ڈانٹتے اور لعنت ملامت کرتے ہیں پھر اجنبی زبان میں لکھے ہوئے حروف کے مطابق جن کو شاید اس غریب نے سمجھا بھی نہیں تھا اور ایجنٹوں نے بھی جان بوجھ کر اس کو سمجھایا اور بتایا نہیں تھا، اس کی زمین، جائیداد نیلام کر دی جاتی ہے، اور بینک کا قرض مع سود وصول کر لیا جاتا ہے۔

اسی طرح سودی قرض لینے والوں کے دل بھی اس کی نحوست سے ایمانداری، سچائی، وفاداری اور احسان شناسی کے اوصاف حمیدہ سے خالی ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے اندر بے ایمانی، کذب بیانی، بے وفائی اور احسان فراموشی جیسے اوصاف خبیثہ پیدا ہو جاتے ہیں، چنانچہ اگر ان پر ترس کھا کر کوئی شریف آدمی قرضہ حسنہ دیدے اور ان پر اعتماد کر کے تحریری، قانونی کاروائی نہ کرے، اور وہ جسمانی طاقت اور افرادی قوت میں ان سے کمزور ہو تو نہ صرف وہ قرض کی واپسی میں ٹال مٹول کرتے ہیں اور طرح طرح سے پریشان کرتے ہیں بلکہ بسا اوقات اسے گالیاں دیتے، الزام تراشی کرتے، خود مارنے یا غنڈوں سے پٹوانے کی دھمکیاں دیتے ہیں، اور بسا اوقات مار پیٹ بھی کر لیتے ہیں، اور قرض دی گئی پوری رقم ہڑپ کر لیتے ہیں۔ اور ایسا صرف اس بنا پر ہوتا ہے کہ سود خوری نے ان کے دلوں میں قساوت اور بے ایمانی بھر دی ہے، جس سے وہ اس شریف آدمی کی شرافت اور کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں اور احسان فراموشی کر کے اس پر ظلم کر رہے ہیں۔

پھر ان لوگوں کی حرکتوں سے دوسرے لوگوں کے اندر سے بھی غریبوں، مجبوروں کے ساتھ تعاون و ہمدردی کے جذبات ختم ہو جاتے ہیں، چنانچہ کچھ لوگ تو سودی اداروں کی طرح چاہتے ہیں کہ وہ بھی ان غریبوں کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھائیں اور قرض دے کر سود حاصل کریں۔ اور کچھ شرفاء اور نیکوکار لوگ قرض لینے والوں کے نازیبا سلوک کرنے اور ان کا مال ہڑپ کر جانے سے بد دل ہو جاتے ہیں، اور اس خوف سے کہ کہیں ان کے ساتھ بھی اسی طرح کا معاملہ اور سلوک نہ ہو، چاہتے ہوئے بھی قرض نہیں دیتے، اس طرح سودی نظام اور کاروبار کی وجہ سے پورا معاشرہ اخلاقی

زوال کا شکار ہو جاتا ہے، لوگوں کے اندر خود غرضی، بے ایمانی، شقاوت قلبی، بے وفائی، جھوٹ و دغا بازی وغیرہ اخلاقی برائیاں اور بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

سودی کاروبار کے اخلاقی نقصانات میں سے یہ بھی ہے کہ اس نظام نے لوگوں کے درمیان کافی اونچ نیچ پیدا کر دی ہے، اور ان کو دو طبقات میں تقسیم کر دیا ہے، اور اس کی وجہ سے ان کے درمیان عداوت و دشمنی، کینہ و کپٹ اور بغض و حسد عام ہو گیا ہے۔

لوگ پہلے بڑی محبت و سکون سے رہتے تھے، پریشانیوں اور مصیبتوں کے وقت ایک دوسرے کے ساتھ قرضہ حسنہ اور صدقہ و خیرات وغیرہ کے ذریعہ تعاون کرتے تھے، قرض کی وصولی میں سختی کرنے کی بجائے سہولت ہونے تک مہلت دیتے تھے اور غرباء و مساکین اور پریشانیوں میں مبتلا حضرات بھی ان کے اس احسان و تعاون کا اپنے دل میں احساس رکھتے اور زبان سے تسلیم کرتے اور اس پر ان کا شکریہ ادا کرتے تھے۔ اس طرح سے مسلم معاشرہ میں بڑا سکون، محبت، ہمدردی اور بھائی چارگی تھی، اونچ نیچ کا احساس نہیں تھا، کیونکہ مالدار اپنے غریب بھائیوں کے ساتھ جو بھی احسان و تعاون کرتے تھے وہ اپنا دینی فریضہ اور عبادت سمجھ کر کرتے تھے، احسان جتلانے، ان کا استحصال کرنے، ان کی دولت لوٹنے اور خون چوسنے کے لیے نہیں کرتے تھے، وہ یہ کام صرف رضائے الٰہی اور آخرت میں اجر و ثواب کے لیے کیا کرتے تھے۔ اور جانتے تھے کہ احسان جتلانے اور اس سے کوئی مادی فائدہ اٹھانے کی صورت میں ان کی نیکیاں ضائع ہو جائیں گی، لیکن سودی نظام نے ان کے دلوں سے ان نیک جذبات کو ختم کر دیا ہے، اور لوگ دو مختلف گروپ اور متحارب طبقوں میں تقسیم ہو گئے، اس نظام کو چلانے کے لیے ظالموں نے غریبوں، محتاجوں اور مظلوموں کی ہمدردی و دستگیری کے نام پر اشتراکیت اور کمیونزم جیسے مذہب دشمن نظریات والی پارٹیوں کو جنم دیا جنھوں نے سماجی و اقتصادی مساوات، عدل و انصاف، زر، زن اور زمین میں سب کا حصہ، عوام کی حکومت عوام کے ذریعے وغیرہ خوش کن نعرے لگائے اور اس کے ذریعہ طبقاتی نابرابری، غربت و مسکنت، اور ظلم و ستم کے خاتمے کا پر زور بلکہ پر شور دعویٰ کیا۔ لیکن عملی دنیا میں اس میں سے کچھ بھی حاصل نہ ہوا، بلکہ ظلم و جور، فقر و فاقہ اور محرومی و بیکسی اپنی انتہا کو پہنچ گئی۔ اور روس جیسا عظیم ملک جو ان نظریات کا سب سے بڑا علمبردار تھا، خود ان مسائل و مصائب میں مبتلا ہو کر لوگوں کے لئے عبرت کا سامان بن گیا۔

دوسری طرف انہیں یہودیوں نے جن کے اوپر ان کی شریعت میں سود کو حرام قرار دیا گیا تھا اور اس کی مخالفت کی پاداش میں انہیں بہت سی پاکیزہ اور عمدہ چیزوں اور نعمتوں سے محروم کر دیا گیا، جیسا کہ اللہ رب العالمین نے فرمایا:

"پس یہودیوں کے ظلم کی بنا پر ہم نے بہت سی وہ پاکیزہ چیزیں ان پر حرام کر دیں جو پہلے ان کے لیے حلال تھیں، اور ان کے بکثرت اللہ کے راستے سے روکنے کی بنا پر اور ان کے سود لینے کی بنا پر جس سے انہیں منع کیا گیا تھا۔" (النساء 161-160) انہیں یہودیوں نے دنیا کے اقتصاد اور حکمرانوں کو اپنے کنٹرول میں کرنے، پوری دنیا پر اپنا دبدبہ و غلبہ قائم کرنے اور جب چاہیں دوسرے ممالک اور خاص طور سے جن سے ان کی

عداوت اور دشمنی ہو ان کے اقتصاد کو تہ و بالا کرنے کے لیے یہ سودی نظام رائج کیا اور دنیا پر اس کو اس طرح مسلط کیا کہ لوگوں کے لیے اس سے نجات اور بلا سود لیے کوئی بڑا کاروبار کرنا مشکل ہو گیا ہے۔

سود کے اخلاقی نقصانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو لوگ سودی قرض لیتے ہیں انہیں مقررہ مدت پر اسے سود کی ایک بڑی رقم کے ساتھ واپس کرنا ہوتا ہے، اس واسطے وہ ایسے پروجیکٹوں میں جو انسانی ضروریات و مصالح کے مطابق اور ملک و ملت کے حق میں مفید ہوں پیسے لگانے کے بجائے ایسے کاروبار میں لگاتے ہیں جن سے زیادہ سے زیادہ نفع کما سکیں، بھلے ہی وہ مخرب اخلاق اور تہذیب و شرافت، حیا و غیرت اور ایمانداری و ہمدردی اور حق و صداقت کا جنازہ نکالنے والے ہوں۔ چنانچہ آج ہر شخص اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ لوگ کس طرح گندی فلموں، فحش رسالوں، رقص گاہوں، شراب خانوں، تھیٹروں، بیوٹی پارلروں اور گندے گانوں اور فلموں کے آڈیو، ویڈیو کیسٹوں اور سیڈیز بنانے کے کارخانوں میں سرمایہ لگا کر زیادہ سے زیادہ پیسہ کمانے لگے ہیں تاکہ یقینی طور سے اور زیادہ سے زیادہ نفع کمائیں اور سودی قرض ادا کرنے کے بعد ایک اچھی بڑی رقم پس انداز کرلیں۔ بلا سے اس کی وجہ سے معاشرے میں فحاشی و عیاشی کا سیلاب آجائے، نوجوانوں کے اخلاق بگڑ جائیں، قتل و خونریزی کے بازار گرم ہوں اور شراب نوشی اور سٹہ بازی کی وجہ سے گھر، خاندان اور پورا معاشرہ تباہ و برباد ہو جائے۔

یہ سودی قرضوں کی ہی دین ہے کہ مسلم حکمران اپنے آقاؤں کے حکم پر دینی تحریکوں کو کچلتے، علماء کو قتل کرتے، دینی و اخلاقی لٹریچر پر پابندی لگاتے اور فحش لٹریچر کی اشاعت کرتے اور اجازت دیتے ہیں۔

یہ اسی سود کی نحوست ہے کہ دینی اداروں اور مساجد و مدارس کی سرگرمیوں پر پابندیاں لگائی جارہی ہیں، مجاہدین کو دہشت گرد قرار دے کر اُنہیں اسلام دشمن قوتوں کے حوالے کیا جارہا ہے، دینی اداروں کو دہشت گردی کا اڈہ کہا جارہا ہے، ان کے نصاب میں یہود و نصاریٰ کی خواہشوں اور سازشوں کے مطابق تبدیلیاں کی جارہی ہیں، ان میں مخلوط تعلیم اور ساتویں اور آٹھویں جماعت کے طلبہ و طالبات کے لیے جنسی تعلیم کو لازم قرار دیا جارہا ہے، جس سے اخلاق و حیا اور عفت و پاکدامنی کا جنازہ نکل رہا ہے اور پوری قوم ناکارہ، بے غیرت اور بے دین ہو رہی ہے۔ غرض یہ کہ امت مسلمہ کے لیے خصوصاً اور پوری انسانیت کے لیے عموماً سود کے بے شمار دینی و اخلاقی نقصانات ہیں۔

اللہ پاک ہمیں بحیثیت قوم سود کی لعنت سے بچائے، اور اس کے تمام اخلاقی، معاشی اور معاشرتی نقصانات سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین

علامہ اقبال فرماتے ہیں

ظاہر میں تجارت ہے حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا لاکھوں کے لیے مرگِ مفاجات

سود کی معاشی و معاشرتی تباہ کاریاں

عاطف محمود

ناظم تعلیم قرآن اکیڈمی، یٰسین آباد

اللہ رب العزت نے دین اسلام کے ذریعے زندگی کے ہر شعبہ کے حوالے سے ہمیں مکمل رہنمائی عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ جہاں اسلام ہمیں عقائد دیتا ہے عبادات کا پورا نظام دیتا ہے، خوشی اور غمی کے طریقے سکھاتا ہے وہیں دین اسلام ہمیں مکمل معاشرتی تعلیمات، معاشی اصول و ضوابط اور سیاسی سطح پر قوانین بھی عطا فرماتا ہے۔ دین اسلام کی تعلیمات جس شعبہ سے بھی متعلق ہوں اس میں ایک اصول بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ عدل وانصاف کا قیام ہو گویا اسلامی تعلیمات میں اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ کسی فرد و گروہ کے ساتھ زیادتی و ظلم نہ ہونے پائے بلکہ سب کے ساتھ عدل کا معاملہ رہے چنانچہ دین اسلام ان تمام راستوں کو بند کر دیتا ہے کہ جس کے ذریعہ کسی شخص و گروہ پر ظلم و زیادتی ہو سکتی ہو۔ چنانچہ معاشی سطح پر دین اسلام میں اشیاء کے تبادلہ کے ان تمام ذرائع کو جائز قرار دیا ہے کہ جس میں کسی پر زیادتی نہ ہو اور ان ذرائع کو حرام قرار دیا ہے کہ جن کے ذریعہ کسی پر ظلم و زیادتی ہو سکتی ہو۔ لہذا رشوت، جوا، سٹہ، سودی لین دین جیسے تمام ذرائع آمدن کو دین اسلام حرام قرار دیتا ہے کیونکہ ان تمام ذرائع کو اختیار کرنے سے لازماً کسی نہ کسی فرد یا گروہ پر ظلم و زیادتی ہوتی ہے۔ ان بہت سے حرام ذرائع آمدن میں سے سب سے زیادہ قبیح اور خبیث ترین ذریعہ آمدن سود ہے۔ سود کی حرمت اور اس کی شناعت قرآن و سنت سے بالکل واضح ہیں۔ کہیں سودی لین دین کرنے والے کے خلاف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے اعلان جنگ کی وعید سنائی گئی ہے تو کہیں سودی معاملہ میں ملوث ہونے پر لعنت کی گئی ہے۔ کہیں سودی لین دین کو زنا سے بھی بدتر گناہ شمار کیا گیا ہے۔ تو کہیں سودی لین دین کرنے والوں کے لیے جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔ الغرض سود کے بے شمار نقصانات قرآن وسنت میں گنوائے گئے ہیں ان کی تفصیلات دیگر مقامات پر ملاحظہ کی جا سکتیں ہیں۔ سردست سود کے معاشرتی و معاشی نقصانات پر اس وقت کلام کرنا مقصود ہے تاکہ ہمیں اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ یہ کس قدر خبیث ترین گناہ ہے اور کس قدر معاشرے کی تباہی و بربادی میں اپنا نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔

سود کے معاشرتی و معاشی نقصانات:

جیسا کہ عرض کیا کہ دین اسلام خرید و فروخت اور اشیاء کے تبادلے کی وہ صورتیں جائز قرار دیتا ہے کہ جس میں ہر فرد و گروہ کو فائدہ ہو اور کسی کے ساتھ زیادتی نہ ہونے پائے۔ لیکن سودی لین دین سے معاشرے میں کیا تباہی آتی ہے اور کتنا فساد برپا ہوتا ہے اس حوالے سے چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ سود کے اخلاقی وروحانی نقصانات ہیں کیونکہ سودی معاملہ کرنے والوں کی طبیعت میں بخل وکنجوسی، دل کی تنگی، سخت دلی، مال کی بندگی اور مادیت کی ہوس وغیرہ جیسے گندے اوصاف رچے بسے ہوتے ہیں۔

۲۔ سود کے سماجی نقصانات بھی ہیں کیونکہ جس معاشرے میں سودی معاملہ ہوتا ہے وہ ایک گراہوااور پراگندہ معاشرہ ہوتا ہے جس کے افراد باہم ایک دوسرے سے تعاون نہیں کرتے اور نہ ہی ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں الا یہ کہ اس کے پیچھے کوئی مفاد پوشیدہ ہو۔ خوشحال طبقے کے افراد تنگ دست طبقے کے افراد سے دشمنی اور بغض رکھتے ہیں۔ ایسے معاشرے کے اندر امن وامان برقرار رکھنا ممکن نہیں بلکہ اس کے افراد میں باہم اختلافات کی خلیج میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

۳۔ دنیا میں ہر کام کے لیے محنت اور سرمایہ لگانا پڑتا ہے، پھر کوئی کام ایسا نہیں جس میں نقصان کا خطرہ نہ ہو۔ لیکن سرمایہ دار سود کی وجہ سے ہمیشہ ایک لازمی اضافہ کا حق دار قرار پاتا ہے اور اسے کبھی نقصان کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ انسانی محنت اگر ضائع بھی ہو جائے تب بھی سرمایہ دار اپنا سود چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ سے محنت کی ناقدری ہوتی ہے اور سرمائے کی برتری رہتی ہے۔ یہ صورت حال عقل، منطق، اخلاقیات غرض ہر اعتبار سے غیر منصفانہ ہے۔

۴۔ سودی نظام سے انسانیت پر سرمایہ کو فوقیت حاصل ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے شرافت، ہمدردی جیسی صفات ختم ہوتی چلی جاتی ہیں اور لالچ، حرص، لوٹ کھسوٹ جیسی صفات پروان چڑھنے لگتی ہیں۔ بعض اوقات سودی قرضے لینے والے کی تمام کمائی، وسائل پر قبضہ کر لیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں انسان خودکشی اور اپنے بھوک سے بلبلاتے بچوں کو اپنے ہاتھوں قتل کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

۵۔ سود خور محض مال دے کر بغیر کسی محنت ومشقت کے دوسروں کی کمائی کے ایک غالب حصے میں شریک ہو جاتا ہے۔ اس کا سرمایہ نہ صرف محفوظ بلکہ بڑھتا رہتا ہے جب کہ مقروض کو ملنے والا نفع کا غالب حصہ سود ادا کرنے کی نذر ہو جاتا ہے۔

۶۔ سود خور کو ایک مقررہ شرح سود پر سود ملتا رہتا ہے، چنانچہ اسے کسی کاروبار کی ترقی یا مندی سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ وہ انتہائی خود غرضی سے صرف اپنے منافع پر نظر رکھتا ہے۔ اگر کبھی کساد بازاری کا اندیشہ ہوتا ہے تو فوراً اپنا پیسہ نکال لیتا ہے اور قلت سرمایہ کی وجہ سے پیداوری عمل میں منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ سود خور کی خود غرضی کی انتہا یہ ہے کہ اسے ملکی وقومی مفادات پر بھی اپنے ذاتی مفادات عزیز ہوتے ہیں۔ چنانچہ اگر جائزہ لیا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ پاکستان پر اس وقت جو بیرونی قرضہ ہے اس سے کئی گنا زیادہ پیسہ پاکستان ہی میں رہنے والے چند سرمایہ داروں کا بیرونی ممالک کے بینکوں میں رکھا ہوا ہے۔

۷۔ سودی قرضہ لے کر کیے جانے والے کاروبار میں نہ صرف سود بلکہ اس کی وجہ سے پیدا ہونے والے دیگر خطرات اور ادائیگیوں کے لیے وسائل کی فراہمی کو پیش نظر رکھتے ہوئے منافع کی شرح کو زیادہ رکھا جاتا ہے۔اس سے ایسے لوگوں کو جو اس قسم کا کاروبار اپنے سرمایے سے کرتے ہیں، حد سے زیادہ منافع کمانے کا موقع میسر آجاتا ہے۔

۸۔اشیاء کی قیمت کا تعین کرتے وقت دیگر اخراجات کے ساتھ سود کی ادائیگی اور سود کی وجہ سے دیگر خطرات کی پیش بندی کے لیے حد سے زیادہ منافع بھی شامل کیا جاتا ہے جس سے اشیاء کی مجموعی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

۹۔سود کی وجہ سے ہر شے کے کرایہ میں اضافہ ہو جاتا ہے خواہ وہ مکان، دکان، کارخانہ یا ذرائع نقل و حمل ہوں، کیونکہ ان سب کی مالیت میں سود شامل ہوتا ہے۔

۱۰۔سود کے خاتمے کے بغیر بیروزگاری کا خاتمہ ممکن نہیں۔ سود سرمائے کی صلاحیت کار کو بری طرح متاثر کرتا ہے۔ سود اور اس کی وجہ سے پیش آنے والے دیگر خطرات کی پیش بندی کے لیے کم سے کم افرادی قوت کو زیادہ سے زیادہ منافع کے حصول کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس سے بیروزگاری جنم لیتی ہے۔

۱۱۔سود کی وجہ سے اشیاء میں اضافہ ہوتا ہے اور اشیاء کی مانگ اتنی نہیں ہوتی جتنی کہ قیمتوں کو صحیح سطح پر برقرار رکھنے سے ممکن ہوتی ہے۔اس طرح طلب اور رسد کا توازن برقرار نہیں رہتا اور کساد بازاری کا خطرہ ہر وقت منڈلاتا رہتا ہے۔

۱۲۔اس بات پر عمومی اتفاق ہے کہ معیشت کی بہتری کے لیے گردشِ دولت کا عمل بہتر ہونا اور جاری رہنا ضروری ہے یعنی مردہ مال کم سے کم ہونا چاہیے اور زندہ مال زیادہ سے زیادہ، مگر سود کے استحصالی مظاہر کی وجہ سے دولت چند ہاتھوں میں مقید ہو جاتی ہے، سرمایہ دار اپنے ذاتی مفادات کے لیے جب چاہتے ہیں سرمایہ مارکیٹ سے نکال لیتے ہیں جس سے گردشِ دولت کا عمل متاثر ہوتا ہے اور معاشی شرح افزائش پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

۱۳۔سودی معیشت میں ایسے کاموں کے لیے وسائل کی فراہمی مشکل ہو جاتی ہے جو اگرچہ ملک و قوم کے لیے کتنے ہی ضروری ہوں لیکن غیر پیداواری ہوں جو رائج الوقت شرحِ سود کا بوجھ نہ اٹھا سکتے ہوں۔ مثلاً تعلیم اور صحت کے شعبہ جات۔

۱۴۔سودی معاشی نظام میں سود خوروں کی ایک قلیل تعداد کے مفادات کے تحفظ کی ضمانت ہوتی ہے۔لوگوں کی غالب آمدنی پر ان کا قبضہ ہوتا ہے۔ ملک و قوم کے بیشتر وسائل ان کے استعمال میں ہوتے ہیں۔ مارکیٹ میں سرمائے کی فراہمی محض ان کے ہاتھوں میں مقید ہوتی ہے۔ قیمتوں کا اتار چڑھاؤ ان ہی کے رحم و کرم پر ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ ایک عظیم اکثریت کو خطرات میں ڈال کر، ان کی محنت و مشقت کے ثمرات کو غصب کر کے

اور انہیں بنیادی ضروریات کی فراہمی تک سے محروم کر کے حاصل کیا جاتا ہے۔ یوں ایک عظیم اکثریت کی بدحالی کچھ لوگوں کی خوشحالی کا ذریعہ بنتی ہے۔

۱۵۔ سود کی تباہ کاریوں کی وجہ سے غریب، غریب تر اور امیر، امیر تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ معاشی استحصال کی وجہ سے ایک عظیم اکثریت غربت کی سطح سے بھی نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہوتی ہے۔ اس غیر منصفانہ تقسیم دولت کی وجہ سے طبقاتی تقسیم پیدا ہوتی ہے جو شدت اختیار کر کے ایک طبقاتی کشمکش کو جنم دیتی ہے۔ سود خور سرمایہ داروں اور عامۃ الناس کے مفادات میں تضادات کی وجہ سے انتشار کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جس سے ملک بدامنی کا شکار ہو جاتا ہے۔ چوریاں، ڈاکے، اغوا، قتل وغارت گری کے واقعات بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

۱۶۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول دولت کی غیر منصفانہ تقسیم ایک دودھاری تلوار کی طرح انسانوں کا استحصال کرتی ہے۔ اس سے انسانوں کی دنیا و آخرت دونوں ہی برباد ہو جاتی ہے۔ سرمایہ داروں کا طبقہ مالِ حرام پر تو عیش کرتا ہے لیکن روحانی سکون سے محروم ہو جاتا ہے اور عیش میں یادِ خدا سے اور فکرِ آخرت سے غافل رہتا ہے۔ دوسری جانب غریب کو ضروریاتِ زندگی کی فکر نہ صرف ہر وقت ستاتی رہتی ہے بلکہ آخرت کی تیاری سے بھی بے گانہ رکھتی ہے اور نوبت بعض اوقات یہاں تک بھی آجاتی ہے کہ حدیث نبوی کے مطابق انسان کو کفر تک پہنچا دیتی ہے۔

۱۷۔ سودی سرمایہ دار بالعموم اپنا سرمایہ بیرونی ملکوں میں رکھتے ہیں جس سے دشمن طاقتوں کو مزید تقویت حاصل ہوتی ہے اور مسلمان قوموں کی ترقی میں مزید رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔

۱۸۔ سودی لین دین دراصل یہود کی چالاک ذہنیت کا مظہر ہے۔ اس جال کے ذریعے یہود نے اس وقت پوری دنیا کی معیشت اور حکومتوں کو اپنے قبضہ میں لے رکھا ہے اور اس کے ذریعے وہ اپنے اس عظیم منصوبہ کی طرف کامیابی سے بڑھ رہے ہیں جس کا مقصد پوری دنیا پر اپنا تسلط قائم کرنا ہے۔

۱۹۔ قرآن حکیم کی رو سے سود خور قیامت کے دن مخبوط الحواس انسان کی صورت میں اٹھایا جائے گا۔

۲۰۔ اللہ رب العزت سود کے مال کو مٹاتا اور انہیں ضائع کر دیتا ہے جب کہ صدقات و خیرات کو پروان چڑھاتا ہے۔

۲۱۔ سودی معاملہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کے لیے لا کھڑا کرتا ہے اور جنگ کا لازمی نتیجہ تباہی و بربادی کی صورت میں ہی نکلتا ہے۔

۲۲۔ سود خوری، سود خور کو لعنت کا مستحق بناتی ہے، چنانچہ وہ اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔

۲۳۔ سود خوری کا عمل تقویٰ کی کمی یا سرے سے تقویٰ کے فقدان پر دلالت کرتا ہے اور یہ ناکامی اور دنیا و آخرت کے خسارہ کا سبب بنتا ہے۔

غیبت کا کلچر اور اس کی بنیادیں

شاہنواز فاروقی

چیف ایڈیٹر، روزنامہ جسارت، کراچی

ہماری زندگی کا عام تجربہ ہے کہ جیسے ہی کہیں دو چار لوگ جمع ہوتے ہیں دیکھتے ہی دیکھتے ایک زبردست ''غیبت کانفرنس'' منعقد ہونے لگتی ہے۔ ایسی غیبت کانفرنسوں کا معاملہ عجیب ہوتا ہے۔ اس میں شریک ہر شخص غیبت کانفرنس کا ''سامع'' بھی ہوتا ہے اور اس کا ''صدر'' بھی۔ اہم بات یہ ہے کہ غیبت کانفرنس میں شریک لوگوں کے لیے غیبت کرنے میں بھی لطف ہوتا ہے اور اس کی سماعت میں بھی۔ اکثر لوگ غیبت میں اس شدت اور گہرائی سے شریک ہوتے ہیں کہ ان کی غیبت میں ایک ''عالمانہ شان'' پیدا ہو جاتی ہے اور اسے دیکھ کر خیال آتا ہے کہ غیبت کرنے والا ابھی ابھی اوکسفرڈ یا ہارورڈ سے غیبت میں پی ایچ ڈی کر کے لوٹا ہے۔ بعض رجحانات ''طبقاتی'' ہوتے ہیں یعنی ان کا اثر کسی خاص طبقے میں زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن غیبت کے دائرے میں سب ''مساوی'' ہیں۔ اس سلسلے میں امیر غریب، متوسط اور زیریں متوسط طبقے کی کوئی تخصیص نہیں۔ عالم جاہل میں کوئی فرق نہیں۔ مذہبی اور غیر مذہبی کا کوئی امتیاز نہیں۔ یہاں تک کہ مرد اور عورت میں بھی کوئی فرق نہیں۔ بلاشبہ خواتین غیبت میں زیادہ ملوث ہوتی ہیں لیکن مرد بھی غیبت کے ''فن'' میں اتنی اہلیت پیدا کر چکے ہیں کہ غیبت کے شعبے میں خواتین کے ''شانہ بشانہ'' جدوجہد کرتے نظر آتے ہیں۔

یہ منظر نامہ کئی اعتبار سے حیران کن ہے۔ آپ کسی مسلمان کے سامنے خنزیر کے گوشت کا ذکر بھی کر دیں گے تو اس کی طبیعت متلانے لگتی ہے۔ لیکن قرآن نے کہا ہے کہ غیبت کا عمل میں اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کی طرح ہے۔ تاہم مسلمانوں کی طبیعت جس طرح خنزیر کے گوشت سے ابا کرتی ہے اس طرح مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے ابا نہیں کرتی۔ آپ کسی مسلمان سے زنا کا ذکر کریں تو وہ کانوں کو ہاتھ لگانے لگے گا لیکن رسول اکرمؐ نے غیبت کو زنا سے زیادہ اشد یا شدید کہا ہے تاہم ہم غیبت اور اس کے مضمرات پر چونکتے تک نہیں۔ اس صورت حال نے غیبت کو ہمارا ''کلچر'' بنا دیا ہے۔ لیکن یہاں سوال یہ ہے کہ رسول اکرمؐ نے غیبت کو زنا سے زیادہ شدید کیوں فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں غیبت کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ کیوں دی ہے۔

غور کیا جائے تو زنا صرف عصمت کی پامالی ہے لیکن غیبت پورے انسانی وجود کی پامالی ہے۔ تاہم ہم زنا کو شدید سمجھتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس کا سبب کیا ہے؟ اس کا سبب یہ ہے کہ زنا ایک خارجی عمل ہے اور غیبت ایک باطنی عمل۔ لیکن اس بات کا مطلب کیا ہے؟ اس بات کا مطلب یہ ہے کہ ہم مذہب کو خارج میں تو پہچانتے ہیں لیکن باطن میں نہیں پہچانتے۔ یہ صورت حال ہماری ظاہر پرستی اور باطن سے غفلت کا ایک مظہر ہے۔ قرآن مجید میں غیبت کی ہولناکی کو نمایاں کرنے کے لیے غیبت کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے اس لیے تشبیہ دی گئی ہے کہ غیبت ایک یک سطحی ایک جہتی یا Single Dimensional عمل نہیں ہے۔ غیبت میں جھوٹ، بہتان، عیاری، مکاری، بے حسی، غرضیکہ بہت سی برائیاں جمع ہو جاتی ہیں۔ کہنے کو غیبت ایک لفظی عمل ہے۔ لیکن یہ نفسیاتی قتل ہے۔ جذباتی قتل ہے۔ ذہنی قتل ہے لیکن قتل کی عام واردات میں مقتول قاتل

کی مزاحمت کر سکتا ہے۔ اپنا دفاع کر سکتا ہے۔ لیکن غیبت کے عمل میں مقتول اپنے قتل سے لاعلم ہوتا ہے۔ وہ اپنے دفاع کی صلاحیت سے محروم ہوتا ہے۔ یہ چیزیں غیبت کی ہولناکی کو بہت بڑھا دیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید فرقان حمید نے غیبت کی کراہت کو شدت سے بیان کیا ہے۔ یہاں سوال یہ ہے کہ آخر ہم غیبت کرتے ہی کیوں ہیں اور غیبت کا رجحان کیوں بڑھ رہا ہے؟

غیبت کا انسان کے "تصورات" سے گہرا تعلق ہے۔ انسان خود کو دوسروں سے برتر سمجھتا ہے لیکن وہ صرف اپنی برتری کے احساس پر قانع نہیں ہو جاتا۔ وہ اپنی برتری کو دوسروں کی کمتری سے ظاہر اور ثابت کرتا ہے۔ یہی چیز اسے دوسروں کی برائی پر اکساتی ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو انسان دوسروں کی غیبت کر کے اپنا قد بلند کرتا ہے۔ یہ عمل غیبت کو انسان کے لیے لذیذ اور مرغوب بناتا ہے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو غیبت انسان کی خود پسندی کا شاخسانہ ہے۔ اور خود پسندی شیطان کا ورثہ ہے۔ تجزیہ کیا جائے تو غیبت کے رجحان میں اس لیے اضافہ ہو رہا ہے کہ ہمارے ماحول میں خود پسندی کو فروغ دینے والے عوامل بڑھ رہے ہیں۔ جو عالمی کلچر ہم پر مسلط ہے اس میں انفرادیت پسندی بڑھ رہی ہے۔ نفس کے تزکیے کے امکانات معدوم تو نہیں ہوئے مگر محدود ضرور ہو گئے ہیں۔ اب "دوسرا" ہمارے وجود کی توسیع نہیں اس کی ضد ہے۔ "دوسرا" ہمارا حریف ہے بلکہ ہمارا دشمن ہے۔ اس سلسلے میں اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ انسان خود کو دوسروں سے کمتر سمجھے۔ نظری طور پر نہیں عملاً۔ تصوراتی سطح پر نہیں وجودی سطح پر۔ انسان اگر خود کو دوسروں سے کمتر سمجھنے لگے تو وہ پھر دوسروں کی تعریف کرے گا ان کی مذمت نہیں۔ ان میں کمال تلاش کرے گا زوال نہیں۔

اسلام انسان کی تکریم کی ایک ایسی بلند سطح متعین کرتا ہے جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اسلام انسان کو اشرف المخلوقات کہتا ہے۔ انسان زمین پر اللہ کا نائب ہے۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ انسانی جان کی حرمت سب سے بڑھ کر ہے۔ یہاں تک کہ رسول اکرمؐ کی ایک حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ انسان خانہ کعبہ سے بھی زیادہ محترم ہے۔ مولانا رومؒ نے فرمایا ہے کہ انسانی تہذیب کی اصل احترام آدمیت ہے۔ ہمارے صوفیا کہتے ہیں کہ انسان کائنات اصغر یعنی ایک چھوٹی کائنات ہے۔ یعنی وہ اس وسیع و عریض کائنات کا خلاصہ ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ کائنات کتنی وسیع ہے؟ ایک سائنسی اندازے کے مطابق اگر انسان روشنی کی رفتار سے سفر کرے تو اسے کائنات کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سفر کے لیے 25 ارب نوری سال درکار ہوں گے۔ انسان اتنی بڑی کائنات کا خلاصہ ہے۔ انسانی تہذیب کا یہ تصور انسان اگر کسی کے دل و دماغ پر رتی برابر بھی اثر انداز ہو تو وہ کسی دوسرے انسان کی عدم موجودگی میں اس کی برائی نہیں کرے گا۔ اس کی غیبت نہیں کرے گا۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو غیبت کا بڑھتا ہوا رجحان اس امر کا غماز ہے کہ ہم اسلام کے تصورِ انسان کو یکسر فراموش کر چکے ہیں۔ ہماری نظر میں اپنی کوئی تکریم ہے نہ دوسروں کی۔ ہمارے ذہنوں پر انسان کا یہ تصور غالب آگیا ہے کہ انسان ایک سماجی حیوان ہے اور بس۔ چوں کہ ہم زیادہ سے زیادہ اس بات کے قائل ہوتے جا رہے ہیں کہ ہم ایک سماجی حیوان ہیں اس لیے ہمارے معاملات میں حیوانیت بڑھتی جا رہی ہے۔

غیبت کے مزید تین محرکات کو خواتین کے حوالے سے سمجھا اور بیان کیا جا سکتا ہے۔ جن میں غیبت کا رجحان مردوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے۔

کائنات کے بنیادی اصول دو ہیں۔ وحدت اور کثرت۔ مرد وحدت کی علامت ہے اور عورت کثرت کی علامت ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ زندگی میں مرد کی دلچسپی کلیّات یا Fundamentals سے ہوتی ہے اور عورت کی فطرت جزئیات کی طرف زیادہ راغب ہوتی ہے۔ لیکن جب

جزئیات پسندی منفی قوت بن جاتی ہے تو وہ آسانی کے ساتھ غیبت میں ڈھل جاتی ہے۔ کیوں کہ غیبت نفسیاتی سطح پر بال کی کھال اُتارنے، گڑے مردے اکھاڑنے اور ایک برائی کو ہزار برائیوں میں تبدیل کرنے کا عمل ہے۔اس تناظر میں دیکھا جائے تو مردوں میں غیبت کا بڑھتا ہوا رجحان اس امر کا ثبوت ہے کہ مردوں کی فطرت میں جزئیات پسندی در آئی ہے۔اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مردوں کی بہت بڑی تعداد پر نسائیت یا نسائی رجحان کا غلبہ ہو گیا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مغرب میں اور اس کے زیر اثر ہمارے یہاں بھی عورتیں مرد بنتی جا رہی ہیں اس طرح مردوں میں ایک طرح کا زنانہ پن نمودار ہو رہا ہے۔ کہیں یہ زنانہ پن خود کو نفسیات کے دائرے میں ظاہر کر رہا ہے اور کہیں یہ زنانہ پن جسمانی ساخت میں بھی در آیا ہے۔

مردوں کے مقابلے پر عورتیں زیادہ باتونی ہوتی ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ لڑکیوں میں زبان سیکھنے کی اہلیت لڑکوں سے زیادہ ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ اکثر لڑکیاں لڑکوں سے بہت پہلے بولنا سیکھ لیتی ہیں۔ لیکن لڑکیوں کی زبان کا سانچہ گہرا نہیں ہوتا۔لڑکیوں کی زبان جذبات اور احساسات سے بلند نہیں ہو پاتی۔ چناں چہ ان کی زبان میں ایک طرح کی خود کاریت یا Automation پیدا ہو جاتی ہے۔اس کے برعکس لڑکے دیر میں زبان سیکھتے ہیں لیکن ان کی زبان کا سانچہ گہرا ہوتا ہے اور اس میں تفکر اور تعقل کی صلاحیت لڑکیوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ چناں چہ لڑکوں کی زبان میں خود کاریت یا Automation کم ہوتی ہے۔خواتین کی زبان کی یہی خود کاریت انہیں مردوں کے مقابلے میں غیبت کا زیادہ عادی بناتی ہے۔ لیکن فی زمانہ مردوں کا لسانی سانچہ بھی سطحی اور سرسری ہوتا جا رہا ہے اور ان کی زبان بھی جذبات اور احساسات سے زیادہ مغلوب ہو رہی ہے اور اس پہ شعور کی گرفت کمزور پڑ رہی ہے۔یہی وجہ ہے کہ مردوں کی زبان میں بھی خود کاریت در آئی ہے۔اور وہ بھی غیبت پیدا کرنے والی مشین بن گئے ہیں۔

ہمارے تہذیبی نظام میں مردوں کی فکری اور سماجی کائنات بہت وسیع ہے۔اس کے مقابلے پر خواتین کی فکری اور سماجی زندگی بہت محدود ہے۔ زندگی کا مشاہدہ، تجربہ اور علم بتاتا ہے کہ فکر و نظر کی وسعت انسانوں کو بہت سے پست رجحانات سے بلند کر دیتی ہے۔ غیبت بھی کبھی ایسا رجحان تھا جس میں مرد کم ملوث ہوتے تھے۔اس کے برعکس خواتین کی محدود فکری اور سماجی زندگی کا جبر انہیں غیبت جیسے رجحانات کی طرف دھکیل دیتا تھا اور آج بھی دھکیل دیتا ہے۔ لیکن ہمارے زمانہ تک آتے آتے یہ صورت حال ہو گئی ہے کہ مردوں کی فکری اور سماجی کائنات بھی سکڑ سمٹ کر رہ گئی ہے۔ان کے وقت کا بیش تر حصہ معاشی جدوجہد کی نذر ہو جاتا ہے۔ باقی وقت انفرادی یا خاندانی زندگی میں صرف ہو جاتا ہے۔اس زندگی کی نہ کوئی فکری جہت ہے نہ نظریاتی بنیاد۔اس زندگی میں نہ کوئی اجتماعیت ہے نہ بین الاقوامیت اور آفاقیت۔ چناں چہ لوگوں کی دلچسپیوں اور ذوق کی سطح بھی پست ہو گئی ہے اور انہیں پست چیزوں ہی میں لطف آنے لگا ہے۔ایک پست چیز غیبت ہے جس کی ہماری زندگی میں یہ اہمیت ہے کہ وہ ہمیں منفی معنوں میں لوگوں سے جوڑے رکھتی ہے اور اس کے ذریعے ہم یہ محسوس کرتے ہیں ہمارا ابھی دوسروں سے تعلق ہے۔

انجمن خدّام القرآن سندھ کراچی کے تحت
تدریسی سرگرمیاں

قرآن اکیڈمی ڈیفنس

قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں الحمدللہ رجوع الی القرآن کورس جاری ہے۔40 طلبہ اور 27 طالبات کورس میں شریک ہیں جبکہ آن لائن کورس میں 35 حضرات وخواتین شریک ہیں۔ ہفتہ 10 ستمبر سے ان شاءاللہ حضرات وخواتین کے لیے ''مبادیات علوم دینیہ'' کا آغاز کیا جارہا ہے جس کے مضامین میں ''عقیدہ اہل سنت'' ، ''عربی تکلم''،اور''قرآن مجید کی صرفی ونحوی ترکیب'' شامل ہیں۔ جبکہ ماہانہ بنیادوں پر ایک خصوصی ورکشاپ کا بھی اہتمام ہوگا۔ شام کے اوقات میں حضرات کے لیے 5 ستمبر سے ان شاءاللہ حلقات ودورات کے تحت مختلف کورسز کا آغاز کیا جارہا ہے جس میں ''آسان عربی گرامر''، ''دورہ ترجمہ قرآن''، ''سیرت النبی ﷺ'' اور ''درس حدیث'' شامل ہیں۔ شعبہ خواتین میں بھی ان شاءاللہ کورسز کا آغاز ماہ ستمبر میں ہوگا جن میں ''تجوید القرآن''، ''تدبر القرآن'' اور ''قرآن اب آسان'' شامل ہیں۔ مدرسۃ القرآن میں الحمدللہ تدریس کا عمل جاری ہے۔ ماہ جولائی 2022 سے ہر ماہ کا دوسرا اور چوتھا جمعہ نگران انجمن وامیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ صاحب پڑھا رہے ہیں۔

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد میں الحمدللہ رجوع الی القرآن کورس سال اول ودوم میں تدریس کا عمل بحسن وخوبی جاری ہے۔ مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ میں بھی تدریس کا عمل جاری ہے۔ ہفتہ 20 اگست 2022 سے حلقات ودورات دینیہ (Short Courses) کے عنوان سے مختلف کورسز کا الحمدللہ آغاز ہوگیا ہے جن میں فیملی کورس کے عنوان سے ''عربی گرامر برائے قرآن فہمی''، ''مطالبات قرآن'' ، بچوں اور بچیوں کے لیے ''علم و عمل کورس'' اس کے علاوہ عربی زبان کے بنیادی قواعد کے لیے ''دروس اللغۃ العربیہ''، ''عربی گرامر برائے قرآن فہمی (سنڈے کورس)، علوم دینیہ کے بنیادی تعارف پر مبنی کورس ''دراسات دینیہ'' ، ''احکام ومسائل طہارت ونماز برائے خواتین'' اور ''تجوید القرآن کورس برائے خواتین'' شامل ہیں۔ گزشتہ ماہ انسداد سود مہم کے حوالے سے خطبات جمعہ منعقد ہوئے۔

قرآن اکیڈمی کورنگی

قرآن اکیڈمی کورنگی میں رجوع الی القرآن کورس الحمدللہ جاری ہے۔ 23 طلبہ اور 49 طالبات کورس میں شریک ہیں۔ مدرسۃ القرآن میں الحمدللہ تدریس کا عمل جاری ہے۔ شعبہ حفظ کے طلبہ کے لیے تربیتی لیکچر منعقد ہوا جس میں تدریس کی ذمہ داری جناب عامر خان صاحب نے ادا کی۔ شعبہ خواتین کے تحت گزشتہ ماہ مختلف موضوعات پر خصوصی لیکچرز منعقد ہوئے۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر

رجوع الی القرآن کورس میں 59 حضرات اور 67 خواتین شرکت کررہے ہیں۔۔ ہفتہ وار مختصر دورانیے کے حلقات و دورات جاری ہیں جن میں فقہ العبادات، نماز اور آخری بیس سورتوں کی ترکیب، آسان عربی گرامر، عربی گرامر برائے قرآن فہمی اور سیرت النبی ﷺ قدم بہ قدم شامل ہیں۔ان کورسز میں اوسطاً 25 خواتین و حضرات شریک ہورہے ہیں۔ مسجد میں نماز فجر کے بعد بھی ترجمہ قرآن اور تجوید برائے بالغان کی محافل کا انعقاد ہو رہا ہے جن میں تقریباً 10 سے 15 افراد شریک ہوتے ہیں۔ خطاب جمعہ کی سعادت مدیر ادارہ حاصل کر رہے ہیں۔ مقامی تنظیم کے تحت شام کے اوقات میں مختصر دورانیہ کے کورسز جاری ہیں جن میں عربی گرامر، تجوید اور دورہ ترجمہ قرآن شامل ہیں۔ مسجد میں مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ بچوں کے لیے جاری ہے جن میں تین اساتذہ کے تحت کل 57 طلباء زیر تعلیم ہیں۔ ان بچوں کے لئے ہفتہ وار تربیتی نشست کا اہتمام ہوتا ہے۔ روزانہ کی ترتیب میں اصلاحی خطبات بعد نمازِ ظہر اور درس حدیث بعد نمازِ عصر منعقد ہو رہے ہیں۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد حیدر آباد میں رجوع الی القرآن کورس الحمد للہ بحسن و خوابی جاری ہے۔ مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ کے تحت صبح 9 تا 12 بجے اور ظہر تا عصر بچوں کے لیے قاعدہ و ناظرہ قرآن اور آداب زندگی کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔ مغرب تا عشاء بالغان کے لیے ناظرہ قرآن کا اہتمام ہے۔ شام کے اوقات میں فہم دین کے عنوان سے 3 ماہ پر مشتمل شارٹ کورس کا آغاز ہو چکا ہے 30 طلبہ کورس میں شریک ہیں۔

قرآن مرکز لانڈھی

مدرسۃ القرآن میں حفظ القرآن اور ناظرہ و قاعدہ کی کلاسز میں تدریس باقاعدگی سے جاری ہے۔ ہفتہ وار درس قرآن کا انعقاد جاری ہے۔ ناظم مرکز جناب محمد ہاشم صاحب مدرّس کی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔

قرآن اکیڈمی ڈیفنس کے تحت "مبادیات علوم دینیه"

خصوصی محاضرات

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

گزشتہ ماہ فکر اسلامی کے تحت ”دینی فرائض کا جامع تصور“، ”دین کا ہمہ گیر تصور“اور مسلمان خواتین کے دینی فرائض“ کے عنوانات سے لیکچرز منعقد ہوئے۔ جس میں تدریس کی ذمہ داری استاذ قرآن اکیڈمی یٰسین آباد جناب حافظ محمد اسد صاحب اور استاذ قرآن اکیڈمی یٰسین آباد جناب محمد ارشد صاحب نے ادا کی۔

قرآن اکیڈمی کورنگی

گزشتہ ماہ فکر اسلامی کے تحت ”دینی فرائض کا جامع تصور ““دین کا ہمہ گیر تصور“اور ”مسلمان خواتین کے دینی فرائض“ کے عنوانات سے لیکچرز منعقد ہوئے جس میں تدریس کی ذمہ داری صدر انجمن خدّام القرآن سندھ کراچی جناب انجینئر نعمان اختر صاحب نے ادا کی۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر

گزشتہ ماہ فکر اسلامی کے تحت "اسلام کی نشاۃ ثانیہ کرنے کا اصل کام" کے موضوع پر لیکچر کا انعقاد کیا گیا جس میں مدیر قرآن اکیڈمی یٰسین آباد جناب سید سلیم الدین صاحب ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

گزشتہ ماہ خصوصی محاضرات کے تحت ”محرم الحرام فضائل واحکام“ کے عنوان سے لیکچر منعقد ہوا۔

قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں ہونے والے حلقات و دورات دینیہ کورسز

آداب حملۃ القرآن

تلاوتِ قرآن مجید کی فضیلت

حدیث نمبر 1: عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ''مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ، وَالَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا۔'' (صحیح بخاری:5020)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے مؤمن کی مثال میٹھے لیموں سی ہے۔اس کا ذائقہ بھی اچھا اور خوشبو بھی اچھی ہے۔قرآن مجید کی تلاوت نہ کرنے والے مؤمن کی مثال کھجور کی سی ہے اس کا ذائقہ تو اچھا ہے لیکن خوشبو نہیں ہے۔قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے گناہ گار آدمی کی مثال ریحان کی سی ہے جس کی خوشبو اچھی ہے لیکن ذائقہ کڑوا ہے اور قرآن مجید کی تلاوت نہ کرنے والے گناہ گار کی مثال اندرائن (کڑوے پھل کا نام) کی سی ہے جس کا ذائقہ بھی کڑوا ہے اور خوشبو بھی نہیں ہے۔''

حدیث نمبر 2: ان عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال سمعت رسول اللہ ﷺ، یقول: لا حسد إلا علی اثنتین: رجل آتاہ اللہ الکتاب وقام بہ آناء اللیل، و رجل اعطاہ اللہ مالا فھو یتصدق بہ آناء اللیل و النھار۔'' (صحیح البخاری:5025)

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے:

1- وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہو اور وہ راتوں کو بھی اس کی تلاوت کرتا اور اس پر عمل کرتا ہو۔

2- اور وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ دن رات اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہو۔

حدیث نمبر 3: عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: من سرّہ ان یحب اللہ و رسولہ فلیقرأ فی المصحف (سلسلۃ احادیث صحیحۃ:2342)

حضرت عبداللہ (بن مسعود)ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنا چاہے اسے قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہیے۔

حدیث نمبر 4: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ أَنْ يَجِدَ فِيهِ ثَلَاثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَثَلَاثُ آيَاتٍ يَقْرَأُ بِهِنَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلَاثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ (صحیح مسلم: 1872)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ جب وہ (باہر سے) اپنے گھر واپس آئے تو اس میں تین بڑی فربہ حاملہ اونٹنیاں موجود پائے؟" ہم نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے فرمایا: "تین آیات جنھیں تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں پڑھتا ہے۔وہ اس کے لیے تین بھاری بھرکم اور موٹی تازی حاملہ اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔"

شعبۂ مطبوعات

کے تحت درج ذیل کتاب طبع کی گئی

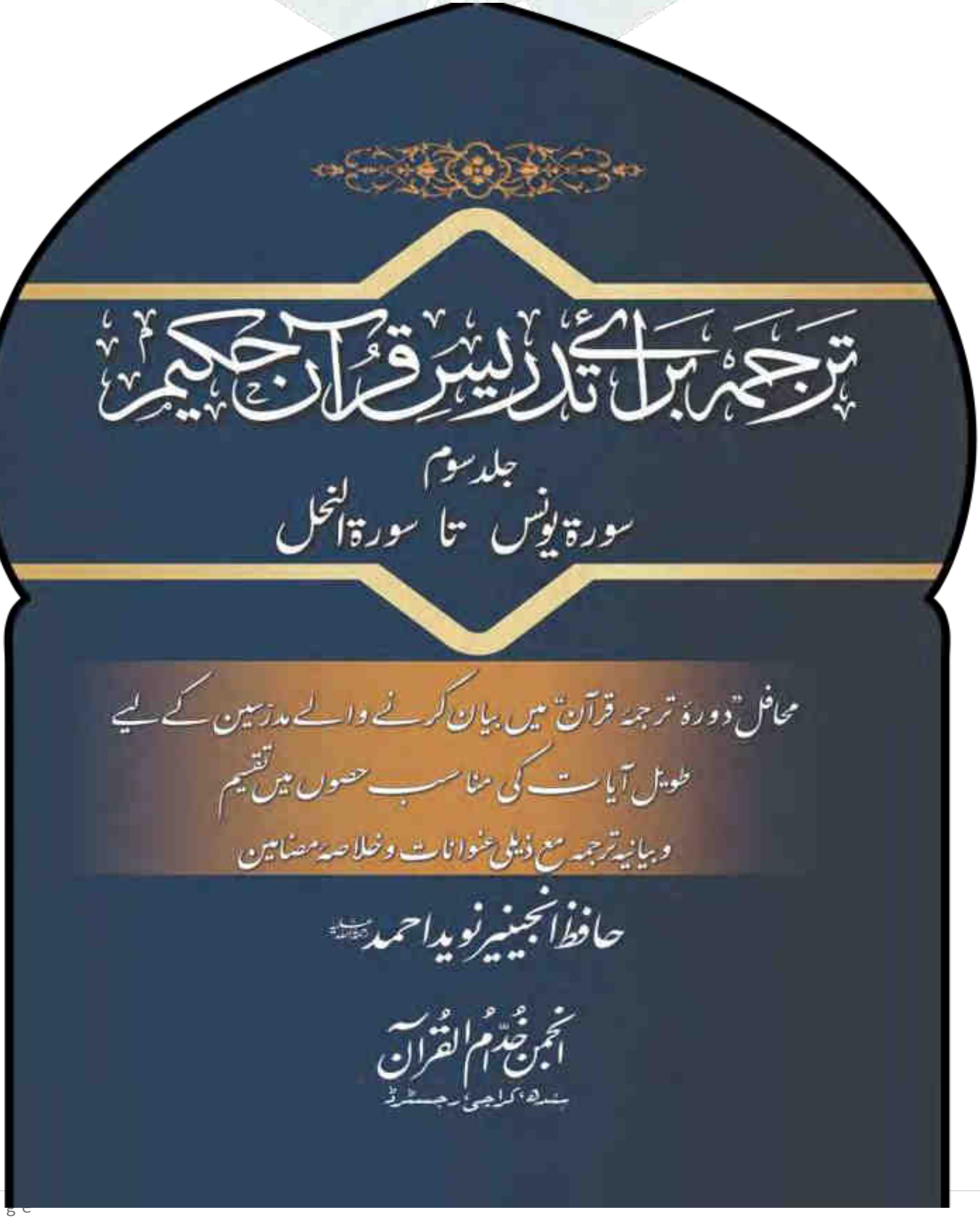

شعبۂ سمع و بصر

مطالباتِ قرآن:

قرآن حکیم کے منتخب نصاب پر مبنی "مطالباتِ قرآن" کے عنوان سے Qtv کے لیے قرآن اسٹوڈیو میں نگرانِ انجمن محترم شجاع الدین شیخ صاحب کی 35-35 منٹ پر مشتمل ویڈیو ریکارڈنگز کا سلسلہ جاری ہے۔ الحمدللہ اس سلسلہ کے دو پروگرام Qtv پر ہفتہ اور اتوار کی شام 4 بجے نشر ہو رہے ہیں۔ اب تک اس سلسلہ کے 10 پروگرام ریکارڈ ہو چکے ہیں جو کہ Qtv کو ایڈیٹنگ کے بعد فراہم کیے جا چکے ہیں۔

منتخب نصاب (رجوع الی القرآن کورس):

قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں مدیرِ تعلیمات ڈاکٹر محمد الیاس صاحب کی منتخب نصاب کی کلاسز کی ویڈیو ریکارڈنگ کے سلسلہ کا آغاز کیا گیا ہے جو کہ بعد ازاں LMS پر مستقبل قریب میں شروع ہونے والے رجوع القرآن کورس کے Self-paced کورس میں شامل کیا جائے گا۔ ماہِ اگست تک اس سلسلہ کی 28 کلاسز ریکارڈ کی جا چکی ہیں جن کی ایڈیٹنگ کا کام جاری ہے۔

خطباتِ جمعہ:

ماہِ جولائی اور اگست 2022ء میں مسجد جامع القرآن (قرآن اکیڈمی ڈیفنس) میں نگرانِ انجمن محترم شجاع الدین شیخ صاحب کے درجِ ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی ویڈیو ریکارڈنگز کی گئیں جنہیں مرکزی تنظیم اسلامی کے یوٹیوب چینل کے علاوہ انجمن کے آفیشل یوٹیوب چینلز پر اپلوڈ کیا گیا:

جمعۃ المبارک — اہمیت، فضیلت اور اعمال

جان و مال کا بہترین استعمال

فریضۂ شہادت اور مقصدِ پاکستان

حرمتِ سود --- بارش اور سیلاب سے تباہی

شارٹ کلپس:

نگرانِ انجمن کے خطباتِ جمعہ میں سے درجِ ذیل موضوعات پر مختصر دورانیہ کے کلپس نکال کر مرکزی تنظیم اسلامی کے چینل پر اپلوڈ کیے گئے:

فریضۂ شہادت — سیرت النبی ﷺ سے رہنمائی اور امت مسلمہ کی ذمہ داری

پاکستان کس لیے حاصل کیا؟ چند تلخ سوالات

سودی معیشت کا خاتمہ اور ہمارے حکمرانوں کی ترجیحات

سود — اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ اور اس ظالمانہ نظام کی خباثتیں

اغراض و مقاصد انجمن خدام القرآن، سندھ، کراچی

انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے قیام کا مقصد و منبع ایمان اور سر چشمۂ یقین قرآنِ حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت ہے۔ تاکہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے اور اس طرح اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہو سکے۔

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے اغراض و مقاصد:

☆ عربی زبان کی تعلیم و ترویج؛

☆ قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق؛

☆ علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت؛

☆ ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیمِ قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں اور

☆ ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔

☆ ☆ ☆

مرکزی دفتر انجمن خدّام القرآن B-375 علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6 گلشن اقبال، کراچی۔ فون نمبر 021-34993436-7